

ليس المؤمن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذي
مسلمان طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، یہودہ بکنے والا، گالی دینے والا نہیں ہوتا
(ترمذی)

الحمد لله کہ رسالہ جامعہ

مغاطاتِ مرزا

جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی رنگین و مرصع، اعجازی و کراماتی بیشمار ”گالیاں“ جمع کی گئی ہیں جن سے ان کی اخلاقی تصویر ایسی برہنہ و بے نقاب ہو گئی ہے کہ بے حیائی اور بے غیرتی بی شرمندہ ہے۔ آخر میں ان ”معجزانہ گالیوں“ کو ردیف وار لکھ کر آپ کے اخلاق و دیگر دعاوی کو پیوند زمین کر دیا گیا ہے۔

مؤلفہ

جناب مولانا مولوی حافظ نور محمد خان صاحب، مبلغ و مناظر مظاہر علوم سہارنپور
(بھوشن پاور پرنٹنگ پریس جگادھری طبع شد)

ناشر: شاہی کتب خانہ دیوبند

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على نبي لا نبي بعده

والله واصحابه اجمعين -

ایک مصلح و رہبر قوم جس کا فرض منصبی قوموں و جماعتوں کی اصلاح و تعلیم ہو اس کے لیے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ تہذیب و اخلاق سے موصوف اور صبر و تحمل، حلم و عفو سے آراستہ ہو؛ تاکہ وہ برگشتہ قوم کو اپنی شیریں زبانی و نرم خوئی کے ذریعہ راہ راست پر لائے اور ان کو رذائل و خبیثات سے پاک کر کے محاسن و مکارم کا حامل بناوے۔ چنانچہ دیکھئے انبیاء علیہم السلام و دیگر مصلحین امت میں کس قدر اخلاق حسنہ کی فراوانی تھی، خصوصاً سردار انبیاء حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو مکارم اخلاق کے ایک بے نظیر پیکر، اور صبر و تحمل، حلم و عفو کے ایک بے مثال مجسمہ بن کر رونق افروز عالم ہوئے تھے کہ دوستوں کے علاوہ ان جانی دشمنوں کے لیے بھی جن کا شب و روز آپ کو تکلیف پہنچانا شیوہ خاص تھا۔ سرِ پادارِ رحمت تھے کہ زبان مبارک سے ان کے لیے بھی کوئی برا کلمہ نہیں نکالا اور اس نرمی و شیریں بیانی سے گفتگو فرماتے تھے کہ دشمن کا سخت دل بھی پانی پانی ہو جاتا تھا اور دل دکھانے والے سخت الفاظ سے دشمنوں کو بھی یاد کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

اسی لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے مکارم اخلاق کے متعلق ”إِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ“ فرمایا۔ لیکن پنجاب کی نبوت خیز سرزمین ضلع گورداسپور کے ایک غیر معروف گاؤں ”قادیان“ میں ”غلام احمد“ نامی ایک شخص پیدا ہوئے اور کچھ پڑھ لکھ کر سیا لکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ ماہوار کے گرانقدر

ایہ مشاہرہ ۱۵ روپیہ ماہوار تھا جس کو صاحب سیرۃ المہدی نے قلیل تنخواہ بتایا ہے (ص

۱۴۳۳ھ) اسی لیے حضرت مصنف نے بطور تنبیہ ”گرافندر“ لکھا ہے کیوں کہ مرزا جی اپنے وقت کے رئیس اعظم کہلاتے تھے۔ وقت کا رئیس اعظم اور پوپہ پریشی گیری کی ملازمت!!۔ شاہ عالم

مشاہرہ پر محرر ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کا اپنے متعلق یہ یقین ہو گیا کہ میں ”مصلح اعظم“ ”مسح موعود“ بنی و رسول ہوں، بلکہ کامل اتباع و فانی الرسول کے باعث ”محمد ثانی“ ہوں۔ اس لیے یہ لازم تھا کہ آپ بھی اعلیٰ اخلاق بہترین تہذیب، حلم و عفو، شیریں کلامی، سنجیدگی و دیگر اخلاقی کمالات سے نہ صرف موصوف ہی ہوتے بلکہ اس میں وہ یکتائے روزگار ہوتے، لیکن افسوس کہ ”مصلح اعظم“ بننے والے اور ”نبوت و رسالت کے دعوے کرنے والے“ مرزا کے ”ظرف“ میں اخلاق حسنہ کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا بلکہ وہ سراسر اخلاقی کمزوریوں، نکتہ چینییوں، بدگوئیوں، بدکلامیوں سے لبریز تھا۔ اور یہاں تک آپ نے اس فن دشنام دہی میں ترقی کی تھی کہ اُس کو دیکھ کر اور سن کر بد اخلاقی و بد تہذیبی بھی شرم و ندامت سے سرنگوں ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر ان کو اس فن کا ”پیغمبر اعظم“ کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں۔

ناظرین! نگاہ عبرت سے دیکھئے کہ خداوند تعالیٰ کو یہ بھی گوارا نہیں ہے کہ اس کے مقدس حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا روپ بدلنے والے دنیا میں مہذب و خلیق بن کر زندگی بسر کریں۔ اس لیے اس پنجابی نبی کی تصنیفات و تحریرات کو ملاحظہ کیجئے تو جا بجا بدکلامی و بدگوئی کی نجاست و غلاظت بکھری ہوئی نظر آئے گی۔

چنانچہ میں نے اپنے اس رسالہ میں ان تمام بکھری ہوئی و منتشر فحش کلامیوں و بدزبانیوں کو بادل خواستہ فراہم کیا ہے تاکہ نبوت کے بھیس بدلنے والے مرزا کی اخلاقی روش آشکارا ہو جائے اور کم از کم ان لوگوں کو جو مرزا ایت کے دل فریب کھلونے کے پیچھے اپنے متاع ایمان کو برباد کر چکے ہیں، یا برباد کرنے پر آمادہ ہیں، یا اس جماعت کو کسی درجہ

میں پسندیدہ نظروں سے دیکھتے ہیں، یہ معلوم ہو جائے کہ کیا ایک مصلح و ریفارمر کو ایسا ہی خلیق و مہذب ہونا چاہئے جیسا کہ مرزا آنجہانی تھے کہ بات بات میں اپنے مخالف کو گالی دینا اور اس کی تذلیل و توہین کرنا ان کا شیوہ کار تھا۔ اگرچہ مرزا صاحب نے تہذیب و اخلاق کے متعلق اپنے منہ ”میاں مٹھو“ بننے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور زبانی جمع و خرچ بہت کچھ کیا ہے کہ میں حلیم و بردبار، متحمل و صابر، مہذب و خلیق ہوں، مگر حقیقت میں ان کو اس سے دور کی بھی نسبت نہیں تھی۔ اس لیے مناسب ہے کہ سب سے پہلے مرزا آنجہانی کی نصیحت پر و اخلاقی تعلیمات ملاحظہ کریں، اس کے بعد ”اخلاق مرزا“ کی تصویر کا دوسرا رخ دیکھیں؛ تاکہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ ”کرشن قادیانی“ کس درجہ خلیق و مہذب تھے۔ قادیانیو!

آپ ہی اپنے ذرا جو رستم کو دیکھو ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی (۱)..... ”ہمارا ہرگز یہ طریق نہیں کہ مناظرات و مجادلات میں یا اپنی تالیفات میں کسی نوع کے سخت الفاظ کو اپنے مخاطب کے لئے پسند رکھیں یا کوئی دل دکھانے والا لفظ اس کے حق میں یا اس کے کسی بزرگ کے حق میں بولیں کیونکہ یہ طریق علاوہ خلاف تہذیب ہونے کے اُن لوگوں کے لئے مضر بھی ہے جو مخالف رائے کی حالت میں فریق ثانی کی کتاب کو دیکھنا چاہتے ہیں وجہ یہ کہ جب کسی کتاب کو دیکھتے ہی دل کو رنج پہنچ جائے تو پھر برہمی طبعیت کی وجہ سے کس کا جی چاہتا ہے کہ اس دل آزار کتاب پر نظر بھی ڈالے۔“

(شخصہ حق خزائن ج ۲ ص ۳۲۴)

(۲)..... ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق و تہذیب الاخلاق“ (یعنی) خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز (مرزا) کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“

(الربعین خزائن ج ۷ ص ۴۲۵)

(۳)..... راستی کو تہذیب اور نرمی سے بیان کرنا ہمارا شیوہ ہے..... بخدا ہم دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ کرنا نہیں چاہتے۔

(شخصہ حق خزانہ ج ۲ ص ۳۲۶)

(۴)..... گالیاں سن کے دُعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے“ (دافع الوسواس، ص ۲۲۵)
(۵)..... کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے!

آنجنابی مرزا قادیانی کا بیٹا اپنے باپ کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے”
حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) غصہ کی حالت میں زیادہ سے زیادہ بیوقوف یا جاہل یا
احق کالفظ فرما دیا کرتے تھے..... اور کسی ملازم کی سخت غلطی یا بیوقوفی پر جانور (حیوان)
کالفظ استعمال فرماتے تھے (سیرت المہدی ج ۲ ص ۲۱) گویا بزبان خود ایک قسم کی گالی
دیتے تھے، دیگر ان نصیحت خود در فضیحت۔ شاہ عالم

(ازالہ اوہام حاشیہ ج ۳ ص ۱۱۵)

(۶)..... گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں“

(ضمیمہ اربعین خزانہ ج ۷ ص ۴۷۱)

(۷)..... اول۔ قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے ادبашوں
اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اسلئے ان میں اعلیٰ درجہ کی
اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ
ہو اور لوگ اُن کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ
ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاقِ رذیلہ میں گرفتار ہو۔ اور درشت بات
ذرہ بھی متحمل نہ ہو سکے۔ اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ
ادنیٰ ادنیٰ بات میں مُنہ میں جھاگ آتا ہے۔ انکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔ وہ کسی
طرح امام زمان نہیں ہو سکتا۔ لہذا اِسپر اَنک لَعَلی حُلُقِ عَظِیْم کا پورے طور پر

صادق آجانا ضروری ہے۔ (ضرورۃ الامام خزانہ ج ۳ ص ۸۷۷)
(۸)..... یاد رکھو یہ بڑی تنگ دلی اور تنگ ظرفی کا نشان ہے کہ انسان
اختلاف رائے یا اختلاف مذہب کی وجہ سے عمدہ چھوڑ دے۔ اختلاف رائے
اور چیز ہے اور اخلاق اور چیز۔ بلکہ اس انسان کو بااخلاق نہیں کہا جاسکتا۔ جس
کے اخلاق محض اپنے ہم مشربوں تک ہی محدود ہیں۔ انسانی اخلاق کی خوبی اور
کمال یہ ہے کہ باوجود اختلاف رائے کے عمدہ اخلاق سے پیش آوے اور
اظہار اختلاف کے وقت کوئی اخلاقی کمزوری نہ دکھاوے.....

مذہب انسان کو کیا سکھاتا ہے مذہب تو اس لئے ہوتا ہے کہ انسان کے اخلاق
وسیع ہوں اور وہ اعلیٰ درجہ کا بااخلاق بنے مذہب یہی تعلیم دیتا ہے کہ انسان
اپنے اخلاق کو خدا کے اخلاق کی طرح کرے پس دیکھ لو کہ خدا کے اخلاق کیسے
وسیع ہیں کوئی ہزاروں گالیاں اسے دے وہ فی الفور اس پر پتھر برس کر اس کو
ٹکڑے ٹکڑے نہیں کر ڈالتا۔ پس اسی طرح حقیقی تہذیب والا انسان بہت متحمل
اور برداشت والا ہوتا ہے اور تنگ ظرف نہیں ہوتا۔ تنگ ظرف انسان خواہ ہندو
ہو یا مسلمان یا عیسائی وہ اپنے بزرگوں کو بھی بدنام کرتا ہے..... غرض جس قدر
تفرقہ بڑھتا جاتا ہے اس کا باعث وہی لوگ ہیں جنہوں نے زبانوں کو تیز کرنا
سکھایا ہے اور اس حقیقت مذہب سے ناواقف ہیں۔“

(ریویو نمبر ۱۰ ج ۳ / از صفحہ ۳۲۸ تا ۳۵۲ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء زیر عنوان مصلح
کا پہلا فرض کیا ہونا چاہئے)

(۹)..... ”ان تمام دکھ دکھ دینے والے الفاظ پر وہ صبر کریں۔..... لیکن اگر تم
ان گالیوں اور بدزبانیوں پر صبر نہ کرو۔ تو پھر تم میں اور دوسرے لوگوں میں کیا
فرق ہوگا۔..... سو چونکہ تم سچائی کے وارث ہو ضرور ہے کہ تم سے بھی دشمنی
کریں۔ سو خبردار رہو نفسانیت تم پر غالب نہ آوے۔ ہر ایک سختی کی برداشت

کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو۔..... تمہیں چاہئے کہ آریوں کے رشیوں اور بزرگوں کی نسبت ہر گز سختی کے الفاظ استعمال نہ کرو۔..... یاد رکھو کہ ہر ایک جو نفسانی جوشوں کا تابع ہے۔ ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے۔ بلکہ ہر ایک قول اس کا فساد کے کیڑوں کا ایک انڈا ہوتا ہے۔ بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تم رُوح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو۔ تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو۔ تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹوں پر جاری ہوں گے۔..... تمسخر سے بات نہ کرو۔ اور ٹھٹھے سے کام نہ لو۔ اور چاہئے کہ سفلہ پن اور ادبائش پن کا تمہارے کلام میں کچھ رنگ نہ ہو۔ تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے..... لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں فساد پیدا کرتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے سچی باتوں کو نرمی کے لباس میں بتاؤ۔ تا سامعین کے لئے موجب ملال نہ ہوں۔ جو شخص حقیقت کو نہیں سوچتا اور نفس سرکش کا بندہ ہو کر بدزبانی کرتا ہے اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے۔ وہ ناپاک ہے۔ اس کو کبھی خدا کی طرف راہ نہیں ملتی۔ اور نہ کبھی حکمت اور حق بات اُسکے مُنہ پر جاری ہوتی ہے..... بدی کا جواب بدی کے ساتھ مت دو۔ نہ قول سے نہ فعل سے۔“

(نسیم دعوت خزان ج ۱۹ ص ۳۶۴ تا ۳۶۵)

(۱۰)..... تمہارے (۱) غلمد یو) فتمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو۔ یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ **اگر تم نے یہ راہیں** اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ (ازالہ اوہام خزان ج ۳ ص ۵۴)

(۱۱)..... کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ (کشتی نوح خزان ج ۱۹ ص

اگرچہ مرزا جی آنجہانی اپنے منہ ”خوب میاں مٹھو“ بنے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ میں ”گالیوں“، ”بدگوئیوں“ کے عوض میں نہ گالیاں دیتا ہوں اور نہ بدگوئیاں کرتا ہوں بلکہ دعائیں دیتا ہوں اور باوجود جوش غضب کے کبھی دل دکھانے والے الفاظ نہ بولتا ہوں اور نہ لکھتا ہوں۔ غرضیکہ مرزا جی کی ان اخلاقی بلند آہنگیوں و نصیحت پر در عبارتوں کو دیکھ کر بھلا کون انسان یہ گمان کر سکتا ہے کہ ایسا شخص بھی بدزبان و بدگو ہوگا، جس کو (کہنے کے لیے) اپنے غیظ و غضب پر اس قدر قابو ہے کہ وہ گالیاں سن کر دعائیں دیتا ہے اور دشمنوں کے دل کو بھی تنگ نہیں کرتا اور ہر کس و ناکس سے حسن اخلاق سے پیش آتا ہے۔ مگر چوں کہ مرزا قادیانی کے تمام دعاوی و مقولات کی بنیاد ”ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور“ پر ہوتی ہے اور ہمیشہ آپ کے قول و فعل میں وہی نسبت رہتی ہے جو زمین و آسمان میں یا مشرق و مغرب میں ہے، اس لیے باتیں تو بڑی دل خوش کن و نہایت دل فریب ہوتی ہیں، لیکن عملی تصویر نہایت خوف ناک و برہنہ ہوتی ہے۔

چنانچہ مرزا جی کے ان اخلاق پر در دعاوی و نصیحت آمیز مقولات کو آپ ملاحظہ کر چکے ہیں، اب عمل کی تصویر ملاحظہ فرمائیے کہ جس طرح قول کی تصویر دل فریب و دیدہ زیب، روح نواز ہے، اسی طرح عمل کی تصویر، خوف ناک، گندگی و غلاظت سے بھری ہوئی ہے جس کو میں طوعاً و کرہاً نذر ناظرین کرتا ہوں، تاکہ قادیان کے ”نومولود نبی جی“ کی اخلاقی روش، تہذیب و متانت کے ہنگامہ پر در دعاوی کی حقیقت بے نقاب ہو جائے۔ اور قادیانی مذہب کا پول کھل جائے، اور دنیا عبرت کی نگاہوں سے دیکھ لے کہ مرزا جی نے گندگی و غلاظت کے پوٹ پر، کس طرح اخلاق و تہذیب کا ”روغن قاز“ مل کر مخلوق خدا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے اور ان کو بیوقوف بنانے کی کیسی بیہودہ کوشش کی ہے۔

اہانت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھیا نک منظر

تہذیب و اخلاق کے دعویدار مرزا قادیانی کا یہ دستور العمل تھا کہ اپنے باطل عقیدہ سے

اختلاف رکھنے والوں کو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم سب دشتم کرتے، گالیاں دیتے، خوف ناک بددعاؤں سے دھمکاتے (تھے)۔ چنانچہ مرزا نیت کے ”باوا آدم“ کا یہ نرالا قابل نفرت کارنامہ تھا کہ اسلامی دنیا کے تمام کلمہ گو مسلمانوں کو محض اپنی مصنوعی نبوت کی انکار کی وجہ سے بیک جنبش قلم کافر و مرتد، بد دین و بے ایمان بنا ڈالا۔ حتیٰ کہ یہ کہہ دیا کہ جو مسلمان مجھ کو نہ مانے وہ حرام زادہ ہے!

امروزانے لکھا ہے تلک کتب: ينظر اليها كل مسلم بعين المودة والمحبة وينتفع من معارفها و

يقولنني ويصدق دعوتي الاذرية البغايا آئینه کمالات خزائن ج ۵ ص ۵۴۷) شاہ عالم

(معاذ اللہ) اس کے بعد مسلمانوں میں سے جو مسلمان یا علماء کرام کے مقدس گروہ میں جو عالم و مولوی ان کے چلتے ہوئے دعاوی میں حارج و مانع ہوا اس کو تو ایسی کوری کوری بے نقط گالیاں سنائیں ہیں کہ تہذیب و متانت بھی لرزہ بر اندام ہو جاتی ہے اور انسانیت و شرافت عرق انفعال میں غرق۔

اسی سلسلہ میں آپ کی زبان یہاں تک دراز ہوئی کہ مسلمانوں و علماء اسلام سے گذر کر انبیاء علیہم السلام کے مقدس جماعت پر بھی حملہ آور ہوئی۔ خصوصیت سے مرزا صاحب نے اس معصوم و مقدس جماعت میں سے اللہ کے پیارے و مقرب نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سب و شتم و لعن و طعن کی خوب بارش کی، بلکہ اپنی تمام تر اخلاقی کمزوریوں و بد تہذیبیوں کا آپ ہی کو آماج گاہ بنایا جس کو دیکھ کر ایک حلیم سے حلیم شخص بھی اپنے جوش غضب پر قابو نہیں رکھ سکتا، اس لیے سب سے پہلے ”اخلاقی دیوتا بننے والے“ تہذیب و اخلاق کے دعویٰ کرنے والے، ”گالیوں کے عوض دعائیں دینے والے“ مرزا آنجنمانی کی وہ بدزبانیاں، ”گالیاں“، ”ثاثر خائیاں“، ”افتراء پردازیاں“ یا وہ گونیاں، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان مبارک میں روا رکھی گئی ہیں؛ اس کو اپنے کیلجے پر سل رکھ کر ملاحظہ کیجئے اور انصاف سے فرمائیے کہ اس قادیانی رسول کے منہ سے رحمت بہہ رہی ہے یا غلاظت۔

(۱)..... یسوع کی تمام پیشگوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مُردہ خدا ہے (اور مسلمانوں کا زندہ رسول)..... اس در ماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی..... پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔

(ضمیمہ انجام آتم حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸)

(۲)..... آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب کا خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیاں دینی اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے (مرزا) کے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

(ضمیمہ انجام آتم حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

(۳)..... آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا ایک یہودی استاذ تھا جس سے آپ نے تورات کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیر کی سے کچھ بہت حصہ نہ دیا تھا یا اس اُستاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قوی میں بہت کچھ تھے۔

(ضمیمہ انجام آتم حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

(۴)..... آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی انھیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا

باقاعدہ علاج ہو، شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے“ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

(۵)..... اور آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے ہاتھ میں سواکرا اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں (اور مسلمان، رسول کہتے ہیں) آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کبھی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا“ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

(۶)..... بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیکر ہمیں آمادہ کیا کہ اُن کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال اور ان پر ظاہر کریں..... پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو بنی قرار دیں“۔

(انجام آتھم خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۲ تا ۲۹۳)

(۷)..... ہائے کس کے آگے یہ ماتم لیجائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔ (اعجاز احمدی خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۱)

(۸) ”غرض حضرت مسیح کا یہ اجتہاد غلط نکلا۔ اصل وحی صحیح ہوگی مگر سمجھنے میں غلطی کھائی۔ افسوس ہے کہ جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اجتہادات میں غلطیاں ہیں اُسکی نظیر کسی نبی میں بھی پائی نہیں جاتی۔ شاید خدائی کیلئے یہ بھی ایک شرط ہوگی“۔ (اعجاز احمدی خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۵)

(۹)..... ایک منم کہ حسب بشارات آدم۔

عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پابمہر“ (ازالہ اوہام خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

(۱۰)..... حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں“ (ازالہ حاشیہ ج ۳ ص ۲۵۴)

(۱۱)..... حضرت مسیح ابن مریم باذن و حکم الہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے..... مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں۔ جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز (مرزا) اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان انجوبہ نمایوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا“

(ازالہ اوہام حاشیہ ج ۳ ص ۳۵۷)

(۱۲)..... گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں انکی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے“ (ازالہ اوہام حاشیہ ج ۳ ص ۲۵۸)

(۱۳)..... غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور اُن میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب (مسمریزم) تھا“ (ازالہ حاشیہ ج ۳ ص ۲۶۳)

(۱۴)..... عیسائیوں نے بہت سے آپ (حضرت عیسیٰ) کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا..... اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے“

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ج ۱۱ ص ۲۹۰)

(۱۵)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اُس پر بد دعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھایا

اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بد زبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا۔^۱

الفاظ ”احق“ اور لفظ ذریۃ البغایا یعنی ”ولد الحرام“ اگر حضرت عیسیٰ نے استعمال کیے تو وہ بد زبان کہلائیں اور خود مرزا جی اس کو استعمال کریں تو یہ ان کی شیریں کلامی کہلائے ملاحظہ ہو۔ سیرت المہدی ج ۲ ص ۲۱، آئینہ کالات اسلام خ ۵ ص ۵۴۸ (شاہ عالم چشمہ مستحی خزائن ج ۲ ص ۳۴۶)

(۱۶)..... حضرت عیسیٰؑ پر ایک شخص نے جو ان کا مرید بھی تھا اعتراض کیا کہ آپ نے ایک فاحشہ عورت سے عطر کیوں ملوایا انہوں نے کہا کہ دیکھ تو پانی سے میرے پاؤں دھوتا ہے اور یہ آنسوؤں سے“ (اخبار بدر ۴ مئی ۱۹۰۸ء)

(۱۷)..... یسوع در حقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا“

(حاشیہ ست بچن خزائن ج ۱ ص ۲۹۵)

(۱۸)..... اگر میں ذیابیطیس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں۔ تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا۔ اور دوسرا افیونی“ (نسیم دعوت خزائن ج ۱ ص ۴۳۵، ریویو بابتہ اپریل ۱۹۰۳ء، ص ۱۴۹)

(۱۹)..... اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے، جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی عجوبہ نظر آتا بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراضات اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوراق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دُور نہیں کرتا؟ اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ تراوتر ہے..... زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نکل نہیں سکیں“ (ازالہ اوہام خزائن ج ۳ ص ۹۰۵)

(۲۰)..... یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔“

(حاشیہ کشتی نوح خزائن ج ۱ ص ۱۸)

(۲۱)..... یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے“ (حاشیہ کشتی نوح ج ۱ ص ۱۹)

(۲۲)..... مسیح کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو شرابی نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر خود ہیں، خدائی کا دعویٰ کرنے والا“

(مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۳۲-۲۳۳)

(۲۳)..... لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اسپر (حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر) ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اُسکے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اُسکے بدن کو چھو ا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُسکی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام ”حصوڑ“ رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“

(دافع البلاء حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۲۲۰)

(۲۴)..... جن لوگوں نے اُن (حضرت عیسیٰؑ) کو خدا بنایا ہے جیسے عیسائی یا وہ جنہوں نے خواہ مخواہ خدائی صفات اُنہیں دی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف اور خدا کے مخالف نام کے مسلمان وہ اگر اُن کو اُپر اُٹھاتے اُٹھاتے آسمان پر چڑھا دیں یا عرش پر بٹھا دیں یا خدا کی طرح پرندوں کا پید کرنے والا قرار دیں تو اُن کو اختیار ہے۔ انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے

اور جو چاہے کرے۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی“ (دافع البلاء خزائن ۱۸ ص ۲۱۹)

(۲۵)..... آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسب درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر پلے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

(۲۶)..... مسیح ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا۔ جب استاد کے سامنے اس کے حسن جمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو استاد نے اس کو عاق کر دیا..... یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کس طرح وہ مسیح ابن مریم نو جوان عورتوں سے ملتا تھا اور کس طرح ایک بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا“ (الحکم ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء)

(۲۷)..... (عیسائی) اُس شخص (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو تمام عیبوں سے مبرا سمجھتے ہیں جس نے خود اقرار کیا کہ ”میں نیک نہیں!“

امر زاجی خود اپنے متعلق بھی تو یہی کچھ فرماتے ہیں۔ کیا خوب! ملاحظہ ہوا نہی کی عبارت۔ شاہ عالم

اور جس نے شراب خواری اور قمار بازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ آپ (حضرت عیسیٰ) ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ڈلو کر اور اس کو یہ موقع دے کر کہ وہ اس کے بدن سے بدن لگا دے۔ اپنی تمام امت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی حرام نہیں“

(انجام آتھم خزائن ج ۱۱ ص ۳۸)

(۲۸)..... کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیچرا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں، ہاں! یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفت کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب ہونے کے باعث ازدواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے“

(مکتوبات احمدیہ ج ۳، ص ۲۸)

(۲۹)..... جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزار ہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے“

(چشمہ مسیح خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۶)

(۳۰)..... اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض ہو سکتے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ پر کس قدر اعتراض ہو سکے جنہوں نے ایک اسرائیلی فاضل سے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا اور یہودیوں کی تمام کتابوں کا مودود وغیرہ کا مطالعہ کیا تھا اور جن کی انجیل درحقیقت بائبل اور طالمود کی عبارتوں سے پر ہے“

(چشمہ مسیح خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۷)

(۳۱)..... حضرت مسیح کی سخت زبانی تمام نبیوں سے بڑھی ہوئی ہے“

(ازالہ اوہام خزائن ج ۳ ص ۱۱۰)

(۳۲)..... میں عیسیٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا۔ یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا۔ ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں۔ بلکہ ان سے زیادہ“ (چشمہ مسیح خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۷)

(۳۳)..... اور یسوع اس لیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چاچکن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتدا ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خواری کا ایک بد نتیجہ ہے“
(حاشیہ ست بچن خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۶)

(۳۴)..... لوگوں نے اس سے پہلے خارق عادت امر کا عیسیٰ بن مریم میں نتیجہ نہیں دیکھ لیا جس نے کروڑ ہا انسانوں کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا۔“
(حقیقۃ الوحی خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۲)

(۳۵)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک زندہ رسول ماننا..... یہی وہ جھوٹا عقیدہ ہے جس کی شامت کی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس زمانہ میں مرتد ہو چکے ہیں“ (تختہ گوڑویہ خزائن ج ۱ ص ۹۴)

(۳۶)..... غرض جس قدر جھوٹی کرامتیں اور جھوٹے معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کئے گئے ہیں کسی اور نبی میں اُس کی نظیر نہیں پائی جاتی اور عجیب تر یہ کہ باوجود ان تمام فرضی معجزات کے ناکامی اور نامرادی جو مذہب کے پھیلانے میں کسی کو ہو سکتی ہے وہ سب سے اوّل نمبر پر ہیں۔ کسی اور نبی میں اس قدر نامرادی کی نظیر تلاش کرنا حاصل ہے۔“
(نصرۃ الحق خزائن ج ۲۱ ص ۵۸)

(۳۷)..... ہم..... کہتے ہیں کہ معجزات اور کرامات جو عوام الناس نے حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کئے ہیں وہ سنت اللہ سے سراسر برخلاف ہیں“
(نصرۃ الحق خزائن ج ۲۱ ص ۵۶)

(۳۸)..... یہ ثابت شدہ امر ہے کہ حضرت مسیح نے ایک یہودی اُستاد سے سبقاً سبقاً توریت پڑھی تھی اور طالمود کو بھی پڑھا تھا۔“
(نزل المسیح خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۸)

(۳۹)..... جس قدر حضرت مسیح الہی صداقت اور ربانی توحید کے پھیلائے سے ناکام رہے شاید اسکی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعات میں بہت ہی کم ملے گی
(دافع الوسواس خزائن ج ۵ ص ۲۰۰)

(۴۰)..... حضرت مسیح جو خدا بنائے گئے اُن کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں
(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۳)

(۴۱)..... اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے (مرزا کو) دی گئیں..... اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اُس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی“ (حقیقۃ الوحی خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۷)

(۴۲)..... پھر جبکہ خدا نے اور اُسکے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اُسکے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو،، (حقیقۃ الوحی خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۹)

(۴۳)..... ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔
(دافع البلاء خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

(۴۴)..... اور ان فرضی معجزات کے ساتھ جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام متمم کئے گئے ہیں اس کی نظر کسی اور نبی میں نہیں پائی جاتی..... اور اصلاح مخلوق میں تمام نبیوں سے اُنکا گرا ہوا نمبر تھا،، (نصرۃ الحق خزائن ج ۲۱ ص ۴۷، ۴۸)

(۴۵)..... اسجگہ مسلمانوں پر نہایت افسوس ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طرف ایسے معجزات منسوب کرتے ہیں جو قرآن شریف کی بیان کردہ سنت کے مخالف ہیں،، (نصرۃ الحق خزائن ج ۲۱ ص ۴۹)

(۴۶)..... چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہمت اور توجہ دنیوی برکات کی طرف زیادہ مصروف تھی اس لئے اُنکی اُمت میں یہ اثر ہوا کہ رفتہ رفتہ دین سے تو وہ بکلی بے بہرہ گئے،، (ایام الصلح حاشیہ خزائن ج ۴ ص ۴۰۴)

(۴۷)..... ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں خدا تعالیٰ کی زمین پر بعض راستباز اپنی راستبازی اور تعلق باللہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل اور اعلیٰ ہوں،، (دافع البلاء خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۹)

(۴۸)..... اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں جو پیچھے ایلایا بنایا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور اُنکے خاص مَریدوں میں داخل ہوئے تھے،، (حاشیہ دافع البلاء خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۰)

(۴۹)..... جو شخص (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں مدفون ہے۔ اُس کو ناحق آسمان پر بیٹھایا گیا کس قدر ظلم ہے۔ خدا..... ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دُنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دُنیا کو تباہ کر دیا ہے،، (دافع البلاء خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵)

(۵۰)..... چاہئے تھا کہ وہ ایسی لاف و گزاف سے اپنی زبان کو بچاتے اور اسی پہلی بات پر قائم رہتے کہ میری بادشاہت دنیا کی بادشاہت نہیں۔ مگر نفسانی جذبات کی وجہ سے صبر نہ کر سکے اور اپنے پہلے پہلو میں ناکامی دیکھ کر ایک اور چال اختیار کی۔ اور پھر جب باغی ہونے کے شُبہ میں پکڑے گئے تو پھر اپنے تئیں بغاوت کے الزام سے بچانے کے لئے وہی پہلا پہلو اختیار کر لیا۔ دعویٰ خدائی کا اور پھر یہ چال بازیاں۔ جائے تعجب ہے۔،،

(انجام آتم خزائن ج ۱۱ ص ۱۳)

مرزا صاحب نے ان مذکورہ بالا عبارتوں میں جس قدر سخت اور گندے الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں استعمال کر کے اپنے اخلاق و تہذیب کی نمائش کی ہے اور اپنے

متاع ایمان کو برباد کیا ہے ان کو برائے تفسن طبع حروف تنجی کے لحاظ سے ردیف وار پیش کرتا ہوں۔ ان میں سے بعض الفاظ تو بعینہ فرمودہ مرزا ہیں اور بعض ماخوذ و مفہوم ہیں اور جو نمبر، اُن ہتک آمیز عبارت مذکورہ کے شروع میں ذکر کئے گئے ہیں وہی نمبر ان الفاظ پر ناظرین کی سہولت کے لئے ڈال دیئے گئے ہیں امید کے ملاحظہ کر کے ”قادیانی رسول“ کے اخلاق کی داد دیں گے اور اس کا ثواب ان کی روح کو بخش دیں گے۔

(الف) اس نادان اسرائیلی۔ اول درجہ کے نامراد۔ اجتہادات میں عدیم التطیر غلطیاں کرنے والا۔

(ب پ) بد زبان۔ بد اخلاق۔ بد چلن۔ پیو۔ بد معاش۔ باعث عذاب۔ بیوف۔ باپ والا۔ بدکار۔

(ت ٹ)

(ج چ) جھوٹا۔ چال باز۔ جھوٹی پیشگوئیوں والا۔

(ح خ) خلل دماغ۔ خود بین۔ خدائی۔ کاد دعویٰ کرنے والا۔ خزاب چال چلن والا۔ خزاب نسب والا۔ حقیقی بھائی والا۔ حقیقی بہنوں والا۔ حرام کمائی کا عطر ملوانے والا۔

(ذ) در ماندہ انسان۔ ذلیل۔ دیوانہ۔ دنیا دار۔

(رز) راسبازوں کے دشمن۔

(س ش) سادہ لوح۔ شرابی۔ سخت زبان۔ شریر آدمی۔

(ص ض ظ)

(ع غ) عقل بہت موٹی۔ غصہ ور۔ علم و عمل میں کچے۔ غلط گو غلط پیش گوئی کرنے والے۔ غلط اجتہاد کرنے والا۔ عورت کا عاشق۔

(ف ق) فاحشہ عورتوں سے تعلق رکھنے والا۔ فطری طاقتوں سے بے نصیب۔ فریبی۔ قمار باز۔ فتنہ پرداز۔

(ک گ) کھاؤ۔ کبابی۔ گنہگار۔ گالیاں دینے والا۔ کم مرتبہ والا۔
 - کنجریوں سے آشنائی کرنے والا۔
 (ل م) مردہ خدا۔ موٹی عقل والا۔ متکبر۔ مسمریزم میں کامل۔ معجزات سے
 خالی۔ مرگی والا۔ لاف گزاف کہنے والا۔ محض سادہ لوح۔ مکار۔
 (ن) نادان اسرائیلی۔ ناپاک خیال۔ ناکام۔ نامراد۔ نہ حق کا پرستار
 - نامرد۔ نجار۔ ناحق بدعا دینے والا۔ نہ عابد۔ نہ زاہد۔
 (و ہ) ولد الحرام۔ ہجڑا۔

عذر گناہ بدتر از گناہ

مرزا جی نے مندرجہ بالا اپنے بیہودہ اقوال و حیا سوز کلمات میں جس شدید گندہ
 دہنیوں، بازاری گالیوں، فحش کلموں، سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے الوالعزم سچے پیغمبر کی
 توہین و تنقیص کی ہے اس پر شرافت و انسانیت، تہذیب و متانت، رہتی دنیا تک لرزہ
 بر اندام ہو کر مرثیہ خواں و ماتم کناں رہے گی اور اسکو دیکھ کر حلیم سے حلیم شخص بھی ضبط و تحمل
 کی چادر کو چاک کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ مقدس اسلام کی دانش و حکمت سے لبریز تعلیم
 نے تمام انبیاء علیہم السلام کی عزت و عظمت، توقیر و تعظیم کو نہ صرف ضروری تسلیم کیا ہے بلکہ
 اس کو ایمان و اسلام کا نہ جدا ہونے والا ایک ایسا جز و بنادیا ہے کہ کوئی شخص دائرہ اسلام میں
 داخل نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ اسکے لوح دل پر انبیاء علیہم السلام کی تصدیق اور ان کی محبت
 و عظمت کا غیر فانی نقش ثبت نہ ہو۔ مگر جب ”مرزا جی“ نے باوجود دعائے تہذیب و اخلاق
 ، نبوت و رسالت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے رفیع المرتبت پیغمبر کی شان برتر میں
 ”مغلطات“ ناپاک اتہامات، کو استعمال کر کے اپنی تہذیب و اخلاق کی نمائش کی تو اس
 مکروہ فعل سے اسلامی طبقہ میں غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی اور ہر طرف سے اس ”مدعی
 نبوت“ پر نفرت و حقارت کی بارش شروع ہو گئی تو حلقہ بگوشان مرزائیت میں جو دانشمند و

و سعادت مند تھے مرزا جی کی ان ”ناجائز کارروائیوں“ سے متاثر ہو کر علیحدہ ہونے لگے
 اس پر مرزا آنجمانی کو اپنی ”روٹی“ کی کمی کا زبردست خطرہ محسوس ہوا اور غیر متمند مسلمانوں
 کے جوش انتقام کا خوف دامنگیر ہو گیا تو اپنی ان گندہ دہنیوں، ناپاک گالیوں پر، عجیب
 و غریب شطنجی چال بازیوں و فریب دہ حیلہ سازیوں سے پردہ ڈالنے کی سعی لا حاصل کی
 تاکہ مسلمانوں کا جوش غضب فرو ہو جائے اور مرزائیت کے دام فریب میں جو لوگ اپنی
 سادہ لوحی سے پھنس گئے ہیں اور اہانت عیسیٰ علیہ السلام کی اس بھیانک تصویر سے متردد
 و متذبذب ہو گئے ہیں، ان کے لیے سامان جمعیت و استقامت مہیا ہو جائے اور چوں کہ
 آج کل ان کی امت اپنے ”بانی سلسلہ“ کے ان حیلہ سازیوں و چالاکیوں کو نہایت بیباکی
 سے اچھالتی پھرتی ہے اور ”اپنے پیشوا اکبر“ کے دامن سے اس سیاہی کو دور کرنے کے لیے
 اگرچہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا ارتکاب کر رہی ہے تاہم ضرورت ہے کہ مرزائیوں کی ان نا
 معقول تاویلات و غلط جوابات کا پردہ چاک کر کے اصل حقیقت ظاہر کر دی جائے تاکہ
 اہانت عیسیٰ علیہ السلام کا ناپاک مسئلہ عیاں ہو کر مرزائیت کے لیے ”سوہان روح“ ہو
 جائے اور اسلامی طبقہ مرزائیت کے فریب میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے۔

عذر گناہ کی تصویر

مرزائیت کے فرزند بڑی بیباکی و جرأت سے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کی کسی قسم کی توہین و تنقیص نہیں کی البتہ اُس یسوع کی اہانت کی ہے جو
 عیسائیوں کا خدا ہے اور جس کا ذکر نہ قرآن میں ہے اور نہ اُس کے اوصاف و احوال، انبیاء
 و ابرار جیسے ہیں اور وہ (عیسیٰ اور یسوع) دونوں ایسی دو جدگانہ ہستیاں ہیں جن کو باہمی کوئی
 تعلق نہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب کے مندرجہ ذیل اقوال اس کی تائید کرتے ہیں۔

(۱)..... اسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کا ذکر کرنے کے وقت

اس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہئے..... پڑھنے والوں

کو چاہئے کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ سمجھ لیں بلکہ وہ کلمات یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن وحدیث میں نام و نشان نہیں۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۶)

(۲)..... اور یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور پہلے نبیوں کو چورا اور بٹمار کہا۔ اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بخیر اس کے کچھ نہیں کہا کہ یہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ ایسے یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں۔ (انجام آتھم ج ۱۱ ص ۱۳)

(۳)..... حضرت مسیح کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ میرے منہ سے نہیں نکلا۔ یہ سب مخالفوں کا افتراء ہے۔ ہاں چونکہ درحقیقت کوئی ایسا یسوع مسیح نہیں گذرا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہو۔ اور آنے والے نبی خاتم الانبیاء کو جھوٹا قرار دیا ہو۔ اور حضرت موسیٰ کو ڈاکو کہا ہو۔ اس لئے میں نے فرض محال کے طور پر اسکی نسبت ضرور بیان کیا ہے کہ ایسا مسیح جس کے یہ کلمات ہوں راستباز نہیں ٹھہر سکتا۔ (حاشیہ تریاق القلوب خزائن ج ۱۵ ص ۳۰۵)

عذرات کی تنقیح

مرزا صاحب نے اپنے ان مغالطات پر، پردہ ڈالنے کے لیے جو ”عذرات بارہ“ تراشے ہیں میں ان کی اس وجہ سے تنقیح کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو ”جوابات“ کے سمجھنے میں آسانی ہو اور عذرات کے تارتار کی علیحدگی اس طرح سے ہو جائے کہ جس میں ”معدور نبی“ کا ”چہرہ“ بالکل صاف نظر آنے لگے۔

(۱) مرزا صاحب نے یسوع کی توہین کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نہیں۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یسوع ایسی دوجدا گانہ ہستیاں ہیں، جن کو باہمی کچھ بھی تعلق نہیں۔

(۳) یسوع کا ذکر قرآن میں نہیں۔

(۴) عیسائیوں کے بیان کردہ صفات واحوال کے مطابق کوئی یسوع نہیں گذرا بلکہ ایک فرضی شخص ہے اس لیے بفرض محال اس کے حق میں فحش گوئی کی گئی۔

جوابات

مرزا صاحب کا ”توہین یسوع“ کے اقرار کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی توہین سے انکار کرنا ایسا ہی لغو و باطل ہے جیسا کہ کسی مجرم کا ”اقبال جرم“ کے بعد اس کا انکار (لغو) ہے۔ یعنی جس طرح سے کسی مجرم کے اقبال جرم اور اس کے ثبوت کے بعد اس کے انکار کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، اسی طرح سے مرزا جی کا توہین یسوع کے اقرار کے بعد توہین عیسیٰ کا انکار کرنا ایک بے حقیقت ولاشی ہے۔ کیوں کہ ابھی آپ کے سامنے خود مرزا صاحب ہی بیانات سے یہ حقیقت الم نشرح ہوئی جاتی ہے کہ دراصل یسوع و عیسیٰ دونوں ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ اس لیے ”توہین یسوع“ کے اقرار کے بعد توہین عیسیٰ سے انکار کرنا؛ باختلاف الفاظ یہ کہنا ہے کہ آفتاب طلوع ہے اور سورج نہیں نکلا۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب مذکورہ بالا حوالجات کے ۷ تا ۱۱، ۱۲ تا ۱۹، ۲۱ تا ۲۶، ۲۸ تا ۳۲، ۳۴ تا ۳۸، میں ابن مریم“ کو نہایت احترام و اکرام کے ساتھ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ حضرت مسیح علیہ السلام ”مسیح ابن مریم“ حضرت مسیح“ کہا ہے اور اس کے بعد ”گندی گالیاں و فحش کلمے“ ان کی شان مبارک میں استعمال کر کے اپنی باطنی کیفیتوں و اندرونی حالتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ سچ ہے:

”ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہے“

(چشمہ معرفت خزائن ج ۲۳ ص ۹)

باوجود اس کے مرزا جی کا یہ کہنا کہ ”حضرت مسیح کے حق میں کوئی کلمہ بے ادبی کا میرے منہ سے نہیں نکلا“ چوری اور سینہ زوری کا زندہ ثبوت اور بے ایمانی و بددیانتی کی بدترین مثال ہے۔ تاہم ”دروغ گور اتا بخانہ رسانید“ کے سلسلہ میں خود مرزا صاحب کی تحریرات سے یہ ثابت کرتا ہوں کہ یسوع اور عیسیٰ دونوں ایک ہیں۔

یسوع، مسیح عیسیٰ، تینوں ”ابن مریم“ ہی کے نام ہیں

مندرجہ بالا عنوان کے ثبوت میں خود مرزا صاحب ہی کی شہادتیں پیش کی جاتی ہیں کہ یہ تینوں نام ”ابن مریم“ ہی کے ہیں۔ اہل اسلام ان کو عیسیٰ یا مسیح کہتے ہیں اور عیسائی یسوع یا یسوع مسیح، کے نام سے پکارتے ہیں۔ سنئے (مرزا قادیانی) لکھتے ہیں کہ:

(۱) اب ہم پہلے صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود غصری کے ساتھ آسمان پر جانا تھو رکھا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا..... اور دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں“ (توضیح المرام خزائن ج ۳ ص ۵۲)

نور: جب مرزا آنجہانی اس عبارت میں صاف اقرار کر رہے ہیں کہ مریم صدیقہ کے اکلوتے صاحبزادے مسیح کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں اور وہ ایک ایسے مقدس نبی ہیں جو اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں، تو پھر انصاف سے کہئے کہ کیا مرزا صاحب نے اپنے ”عذر“ کی دھجیاں خود اپنے ہاتھوں سے نہیں اڑا دیں؟ اور اس حقیقت کو بھی عالم آشکارا کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وجود غصری کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے ہیں اور وہاں اب تک زندہ موجود ہیں۔ اس کے باوجود امت مرزائیہ کا ”وفات مسیح“ پر ہنگامہ آرا ہونا اپنے ”نئے نبی“ کی صریح خلاف ورزی کرنا ہے۔

(۲)..... ”مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو۔ اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات مہنے کا حمل نمایاں ہو گیا۔ تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا“۔ (چشمہ مسیحی خزائن ج ۲ ص ۳۵۵)

(۳)..... مگر ہم اس جگہ یہودیوں کے قول کو ترجیح دیتے ہیں جو کہتے ہیں کہ

یسوع یعنی حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ کے بعد عین چودھویں صدی میں مدعی نبوت ہوا تھا“۔ (حاشیہ ضمیمہ براہین احمدیہ، ج ۲ ص ۳۵۹)

(۴)..... اور لکھا ہے کہ تمہارے بھائیوں میں سے موسیٰ کی مانند ایک نبی قائم کیا جائیگا وہ نبی یسوع یعنی عیسیٰ بن مریم ہے۔“ (تحفہ گوڑویہ خزائن ج ۱ ص ۲۹۹)

(۵)..... ”اے پادری صاحبان! میں آپ لوگوں کو اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے مسیح کو بھیجا۔ اور اُس محبت کو یاد دلاتا ہوں اور قسم دیتا ہوں جو آپ لوگ اپنے زعم میں حضرت یسوع مسیح ابن مریم سے رکھتے ہیں“

(دعوت حق ملحقہ حقیقۃ الوحی خزائن ج ۲ ص ۶۲۰)

(۶)..... یہودی لوگ آپ کے رفع روحانی سے سخت منکر تھے۔ اور اب تک منکر ہیں۔ اور اُن کی حجت یہ ہے کہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام صلیب دیئے گئے“ (ایام الصلح خزائن ج ۴ ص ۳۵۳)

(۷)..... ”یہ اشتہار پادری صاحبوں کی خدمت میں نہایت عجز اور ادب اور انکسار سے لکھا جاتا ہے کہ اگر یہ سچ ہوتا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام درحقیقت خدا کا فرزند ہوتا یا خدا ہوتا۔ تو سب سے پہلے میں اسکی پرستش کرتا..... لیکن اے عزیزو! (یعنی دجالو) خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں وہ صرف ایک نبی ہے..... اُس نے مجھے بتلایا کہ سچ یہی ہے کہ یسوع ابن مریم نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے..... جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ اُنکو خدا بنادیا“ (دعوت حق ملحقہ حقیقۃ الوحی خزائن ج ۲ ص ۶۱۷ تا ۶۱۸)

(۸)..... ”اسی پیشگوئی کو عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام پر لگانا چاہا تھا جس میں وہ ناکام رہے۔ کیونکہ وہ لوگ اس مماثلت کا کچھ ثبوت نہ دے سکے

اور یہ تو ان کے دل کا خیالی پلاؤ ہے کہ یسوع نے گناہوں سے نجات دی“
(اس پر مرزا صاحب یہ حاشیہ لکھتے ہیں کہ) ”ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ
حضرت عیسیٰ نے دوسرے نبیوں کی طرح حتیٰ الوسع قوم کے بعض لوگوں کی
اصلاح کی۔ مگر اصلاح کرنا ان سے کچھ خاص نہیں۔ تمام نبی اصلاح کے لئے
ہی آتے ہیں“۔ (ایام الصلح حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۳۰۱)

نور: مرزا جی نے اس عبارت میں حسب عقیدہ اہل اسلام یسوع کے منجی ہونے سے
انکار کر کے بتایا کہ وہ یسوع جن کو حضرت عیسیٰ کہتے ہیں چوں کہ وہ نبی تھے اس لیے منجی تو
نہیں البتہ مصلح ضرور تھے۔

(۹)..... ”مگر مسیح نے یعنی یسوع بن مریم نے اپنی بات بنانے کے لئے.....
الیاس آنے والے سے مراد یوحنا اپنے مرشد کو قرار دیدیا..... مگر تاہم یسوع
ابن مریم نے زبردستی اس کو الیاس ٹھہرا ہی دیا“ (نصرۃ الحق خزائن ج ۲ ص ۲۳)
(۱۰)..... ”یسوع ابن مریم کی دعا۔ ان دونوں پر سلام ہو“
(براہین احمدیہ ج ۲ ص ۳۴۴)

(۱۱) مرزا جی نے اس عنوان کے ماتحت کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز صلیب پر
فوت نہیں ہوئے“ چند دلیلیں لکھی ہیں جس میں ”ابن مریم“ کو عیسیٰ، مسیح، یسوع، کے نام
سے یاد کیا ہے۔ چنانچہ عنوان بالا میں ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ کہا اور پہلی دلیل لکھ کر
فرماتے ہیں کہ ”سو یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ ہرگز مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت
نہیں ہوئے“ دوسری دلیل میں بجائے مسیح علیہ السلام ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ لکھا اور
تیسری میں ”حضرت مسیح“ چوتھی میں ”پھر مسیح نے“ اور پانچویں میں بجائے عیسیٰ، مسیح کے
”یسوع صلیب پر نہیں مرا“ لکھا۔ اور چھٹی میں بھی یسوع لکھا کہ ”جب یسوع کے پہلو
میں ایک خفیف سا چھید دیا گیا“ اور ساتویں میں بھی یہ ہے کہ ”یسوع کی ہڈیاں توڑی نہ
گئیں“ اور آٹھویں میں بھی یہی ہے کہ ”یسوع صلیب سے نجات پا کر پھر اپنے حواریوں

کو ملا“۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی موت سے محفوظ رہنے
پر بھی نسخہ مرہم عیسیٰ“۔

(ایام الصلح خزائن ج ۱ ص ۳۵۱ تا ۳۵۲۔ تحفہ گوڑوہ خزائن ج ۱ ص ۱۰۷)

نور: مرزا صاحب نے ان مذکورہ بالا حوالجات میں اس امر کا صاف اقرار کیا ہے کہ
”ابن مریم“ کو عیسیٰ، مسیح، یسوع کہتے ہیں اور ان کو یہ بھی تسلیم ہے کہ میں نے یسوع کی
توہین و تذلیل کی ہے۔ اس لیے اب نتیجہ بالکل ظاہر ہو گیا کہ وہ تمام گالیاں و فحش کلامیاں
جو مرزا صاحب نے یسوع کے حق میں استعمال کی ہیں، بغیر کسی فرق و امتیاز کے حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں ہیں۔ یعنی مرزا جی نے جو یسوع کے پردہ میں حضرت عیسیٰ
علیہ السلام جیسے مقدس نبی کی ذات گرامی کو اپنے اخلاقی گندگیوں سے ملوث کرنے کی
لا حاصل سعی کی تھی اور اس کے لیے نئے نئے عذر و حیلے تراشے تھے، الحمد للہ کہ وہ خود
”معذور نبی“ کے ہاتھوں سے پیوند زمین ہو گئے اور مرزا قادیان ہی کی متعدد شہادتوں سے
یہ مراد ثابت ہو گیا کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی زبردست توہین کی ہے۔ کیا اس کے
بعد بھی مرزا جی اور ان کی امت کا ”ایمان“ سلامت ہے؟۔ اگر ہے تو ”اس طرفہ تماشہ
بیں دریا بحباب اندر“۔

ایک اور طرح

ایک اور طرح سے اس امر کا ثبوت پیش کرتا ہوں کہ مرزا صاحب عیسیٰ اور یسوع کو
ایک ہی مانتے ہیں کیونکہ مرزا صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ یوز آسف دراصل عیسیٰ علیہ السلام
ہیں اور یہ یوز آسف یسوع آصف کا مخفف اور بگڑا ہوا ہے۔ لہذا یسوع اور عیسیٰ دونوں
ایک ہیں۔ فہو المراد چنانچہ آپ (مرزا قادیانی) لکھتے ہیں کہ:

(۱)..... ”ما سو اس کے وہ لوگ شاہزادہ نبی کا نام یوز آسف بیان کرتے ہیں

یہ لفظ صریح معلوم ہوتا ہے کہ یسوع آصف کا بگڑا ہوا ہے۔ آصف عبرانی زبان

میں اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو قوم کو تلاش کر نیوالا ہو۔ چونکہ حضرت عیسیٰ اپنی اس قوم کو تلاش کرتے کرتے جو بعض فرقے یہودیوں میں سے گم تھے کشمیر میں پہنچے تھے اس لئے انہوں نے اپنا نام یسوع آسف رکھا تھا اور یوز آسف کی کتاب میں صریح لکھا ہے کہ یوز آسف پر خدا تعالیٰ کی طرف سے انجیل اُتری تھی۔ پس باوجود اس قدر دلائل واضحہ کے کیونکر اس بات سے انکا کیا جائے کہ یوز آسف دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے،

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۲۱ ص ۴۰۴)

(۲)..... ”فی الواقعہ صاحب قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ جو یوز آسف کے نام سے مشہور ہوئے۔ یوز کا لفظ یسوع کا بگڑا ہوا ہے یا اس کا مخفف ہے اور آسف حضرت مسیح کا نام تھا۔ (تحفہ گولڑویہ خزائن ج ۷ ص ۱۰۰)

(۳)..... ”وہ نبی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گزرا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کوئی نہیں۔ اور یسوع کے لفظ کی صورت بگڑ کر یوز آسف بننا نہایت قرین قیاس ہے۔ کیونکہ جب کہ یسوع کے لفظ کو انگریزی میں بھی جیرس بنالیا ہے تو یوز آسف میں جیرس سے کچھ زیادہ تغیر نہیں“ (حاشیہ راز حقیقت خزائن ج ۱۴ ص ۱۶۷)

(۴)..... ”تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیبی واقعہ سے نجات پا کر ضرور ہندوستان کا سفر کیا ہے اور نیپال سے ہوتے ہوئے آخرت تک پہنچے اور پھر کشمیر میں ایک مدت تک ٹھہرے..... اور آخر ایک سو بیس برس کی عمر میں سری نگر میں انتقال فرمایا۔ اور محلہ خان یار میں مدفون ہوئے۔ اور عوام کی غلط بیانی سے یوز آسف بنی کے نام سے مشہور ہو گئے“

(راز حقیقت حاشیہ خزائن ج ۱۴ ص ۱۶۱)

(۵)..... ”اور یوز آسف کے نام پر کوئی تعجب نہیں کیونکہ نام یسوع کا بگڑا ہوا

ہے آسف بھی حضرت مسیح کا عبرانی میں ایک نام ہے جس کا ذکر انجیل میں بھی اور اسکے معنی ہیں متفرق قوموں کو اکٹھا کرنے والا“ (تبلیغ رسالت ص ۱۸-۱۹)

مرزا صاحب کے مرید خاص مولوی نظام الدین اپنے ”آقائے کونین“ کی ہمنوائی کرتے ہیں۔

(۶)..... (الف)..... ہاں اس کتاب (اکمال الدین) میں بجائے یسوع کے یا عیسیٰ کے یوز آسف ہے جو مخفف اور مرکب ہے دوناموں سے یعنی یسوع بن یوسف“ (ریویو ماہ اگست ۱۹۲۵ء ص ۳۳)

(ب) یوز آسف کا وجہ تسمیہ یوز کی ”ز“ حرف ”س“ سے تبدیل شدہ ہے اور ”س“ کے آگے ”و“ حذف ہو چکی ہے پس اصل میں ”یوسو“ تھا جو سریانی میں عیسیٰ کو کہتے ہیں اور آج کل ”یسو“ کہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ کا اصل نام عبرانی میں ”یوسع“ ہو کیوں کہ عبرانی میں اس وقت یہ نام عام مروج تھا اور بائبل میں ایسے نام آج بھی ہم کو نظر پڑتے ہیں پس ”یوسع“ کا ”یوز“ بن جانا آسان ہے اور یوز آسف سے یوسا بنا ہے اور صف یا آصف یا آصف مخفف ہے یوسف کا پس سارا نام یوز آصف مخفف ہے ”یوسو یوسف“ کا جس کا مطلب یہ ہے کہ یسوع بن یوسف چونکہ یوسف اس شخص کا نام تھا جس کے ساتھ حضرت مریم صدیقہ کا نکاح ہوا تھا اور حضرت عیسیٰ یوسف کے ربیب تھے، اس لیے حضرت عیسیٰ کو بیٹا ہی کہتے تھے۔ چنانچہ انجیل اس بات کی شہادت دیتی ہے۔

(ریویو ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء ص ۳۲)

مادر مرزائیت کا خلف الصدق مفتی محمد صادق مرزائی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

(د)..... پنجابی میں قدیم سے ایک ضرب المثل مشہور چلی آتی ہے ”ایسو گول تے کچھ نہ پھول“ غالباً مروجہ زمانہ سے اور اصلیت مثل کے بھولنے سے کول کا

لفظ بدل کر گول بن گیا اور اصل یوں تھا کہ ایسوکول یعنی یسوع ہمارے پاس ہی ہے، پنجاب کے متصل کشمیر میں مدفون ہے، لیکن کچھ اس کی بابت کھول کر دریافت نہ کرو کیوں کہ یہ امر پردے میں رکھنے کے لائق ہے کہ یسوع اہل پنجاب کے پاس ہی ہے“ اخبار فاروق مورخہ ۱۱-۱۸-۲۵ مئی ۱۹۵۶ء ص ۱۱)

مرزا صاحب قادیانی تحریر فرماتے ہیں:

(۷).....”یوز آسف حضرت مسیح ہی تھے جو صلیب سے نجات پا کر پنجاب کی طرف گئے اور پھر کشمیر میں پہنچے اور ایک سوئیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ اس پر بڑی دلیل یہ ہے کہ یوز آسف کی تعلیم اور انجیل کی تعلیم ایک ہے اور دوسرے یہ قرینہ کہ یوز آسف اپنی کتاب کا نام انجیل بیان کرتا ہے تیسرا قرینہ یہ کہ اپنے تئیں شہزادہ نبی کہتا ہے۔ چوتھا قرینہ یہ کہ یوز آسف کا زمانہ اور مسیح کا زمانہ ایک ہی ہے بعض انجیل کی مثالیں اس کتاب میں بعینہ موجود ہیں جیسا کہ ایک کسان کی مثال“۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۶۶)

مولوی غلام رسول مرزائی لکھتے ہیں کہ:

(۸).....”مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کتاب اکمال الدین جس میں یوز آسف کا ذکر ہے اس کو حضرت مسیح نہیں سمجھتے بلکہ ہندوستان کے شاہزادوں سے ایک شاہزادہ سمجھتے ہیں ممکن ہے کہ کوئی یوز آسف کے نام کا شاہزادہ بھی ہو چکا ہو جس کا نام ”مسیح“ کے اسی نام پر رکھا گیا ہو“۔ (رسالہ التقید ص ۲۵)

مولوی صادق حسین مرزائی اٹا دی فرماتے ہیں کہ:

(۹).....”صاحب روضۃ الصفا نے یہ بھی لکھا ہے کہ سفر نصیبین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آپ کی والدہ اور حواری بھی تھے اور ان میں سے تین حواریوں کا نام یعقوب، تومان، شمعون بتایا ہے واضح ہو کہ یہ تومان حواری جس کا ذکر روضۃ الصفا میں لکھا ہے اور جو سفر نصیبین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کے ساتھ تھا وہی تہوما حواری ہے جس کے نسبت انسائیکلو پیڈیا بلیکا میں لکھا ہے کہ وہ ہندوستان میں آیا جیسا کہ ہم اوپر دکھلا چکے ہیں اب جب تومان یا تہوما حواری اس مہاجرانہ سفر میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ تھا اور اس کی یعنی تہوما کی نسبت یہ امر مسلم ہے کہ وہ ہندوستان میں آیا تو ایسی حالت میں عقلاً یہ امر واجب التسليم قرار پاتا ہے کہ ملک کشمیر میں پہنچ کر خانیاں میں وفات پانے والے یوز آسف فی الحقیقت یسوع آسف ہے نہ کوئی اور“۔

(کشف الاسرار ص ۳۸)

مرزا صاحب قادیانی رقمطراز ہیں کہ:

(۱۰).....”کشمیر کی پُورانی تاریخوں سے ثابت ہے کہ صاحب قبر ایک اسرائیلی نبی تھا اور شاہزادہ کہلاتا تھا کسی بادشاہ کے ظلم کی وجہ سے کشمیر میں آ گیا تھا۔ اور بہت بڑھا ہو کر فوت ہوا اور اُس کو عیسیٰ صاحب بھی کہتے ہیں اور شاہزادہ نبی بھی اور یوز آسف بھی۔ اب بتلاؤ کہ اس قدر تحقیقات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے میں کسر کیا رہ گئی“

(تحفہ گولڑویہ خزائن ج ۷ ص ۱۰۱)

نور: ان دس حوالجات میں مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کی تحریرات سے اس امر پر کافی روشنی پڑ گئی کہ یوز آسف جو یسوع کا مخفف و متغیر ہے دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اس لیے یسوع اور عیسیٰ مسیح درحقیقت ”ابن مریم“ ہی کے دو نام ہیں۔

ایک اور طرز

ایک اور طرز سے اس امر کا ثبوت پیش کرتا ہوں کہ یسوع و عیسیٰ مسیح دونوں ایک ہیں کیوں کہ مرزا صاحب اور ان کی امت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور سری نگر محلہ خانیاں میں مدفون ہیں اور دراصل یہ قبر یوز آسف کی ہے جو ”یسوع“ کا مخفف ہے اور اس کو عیسیٰ علیہ السلام بھی کہتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے:

(۱)..... ”جو سرینگر میں محلہ خان یار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے وہ درحقیقت بلا شک و شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے“

(راز حقیقت خزائن ج ۱۲ ص ۱۷۲- کشتی نوح خزائن ج ۱۹ ص ۱۶- ۵۸- ۷۵- دافع البلاء خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵)

(۲)..... ”یہ مقام جہاں یسوع مسیح کی قبر ہے خطہ کشمیر ہے یعنی سری نگر محلہ خانیار ہے اس بارے میں پرانی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں جو اس قبر کا حال بیان کرتی ہیں۔ پرانے کتبہ کے دیکھنے والے بھی شہادت دیتے ہیں کہ یہ یسوع مسیح کی قبر ہے“۔ (ریو نمبر ۱۰ ج ۱ ص ۲۱۹)

(۳)..... ”ایک اسرائیلی نبی کشمیر میں آیا تھا جو بنی اسرائیل میں سے تھا اور شاہزادہ نبی کہلاتا تھا۔ اسی کی قبر محلہ خانیار میں ہے جو یوز آسف کی قبر کر کے مشہور ہے“۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ خزائن ج ۲۱ ص ۲۰۳)

(۴)..... ”اور اس کتاب (اکمال الدین) میں یہ بھی لکھا ہے کہ یوز آسف نے جو شاہزادہ نبی تھا اپنی کتاب کا نام انجیل رکھا تھا سو اس کتاب کے خاص سری نگر میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے ایسے پرانے نوشتے اور تاریخی کتابیں پائی گئی ہیں جن میں لکھا ہے کہ یہ نبی جس کا نام یوز آسف ہے اور اسے عیسیٰ نبی بھی کہتے ہیں اور شاہزادہ نبی کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں یہ بنی اسرائیلی نبیوں میں سے ایک نبی ہے جو اس پرانے زمانے میں کشمیر میں آیا تھا“۔ (ریو بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۳۹)

(۵)..... ”اصل بات یہ ہے کہ کشمیر میں ایک مشہور و معروف قبر ہے جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں۔ اس نام پر ایک سرسری نظر کر کے ہر ایک شخص کا ذہن ضرور اس طرف منتقل ہوگا کہ یہ قبر کسی اسرائیلی نبی کی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عبرانی زبان سے مشابہ ہے مگر ایک عمیق نظر کے بعد نہایت تسلی بخش طریق کے

ساتھ کھل جائیگا کہ دراصل یہ لفظ یسوع آسف!

اوضح ہو کہ ابھی مرزا نے آسف کے معنی غمگین کے بتائے ہیں جبکہ اس سے قبل لکھ چکا ہے ”آسف عبرانی زبان میں اس شخص کو کہتے جو قوم کو تلاش کر نیوالا ہو۔ چونکہ حضرت عیسیٰ اپنی اس قوم کو تلاش کرتے کرتے جو بعض فرقے یہودیوں میں سے گم تھے کشمیر میں پہنچے تھے اس لئے انہوں نے اپنا نام یسوع آسف رکھا تھا“ حالانکہ مرزا نے خود ہی یہ فیصلہ سنا دیا ہے کہ ”..... شاہ عالم

ہے یعنی یسوع غمگین ہے۔ آسف اندوہ اور غم کو کہتے ہیں چونکہ مسیح نہایت غمگین ہو کر اپنے وطن سے نکلے تھے اس لئے اپنے نام کے ساتھ آسف ملا لیا۔ مگر بعض کا بیان ہے کہ دراصل یہ لفظ یسوع صاحب ہے پھر اجنبی زبان میں بکثرت مستعمل ہو کر یوز آسف بن گیا۔ لیکن میرے نزدیک یسوع آسف اسم باسمی ہے،، (ست پکن حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۲۰۶)

(۶) اور جیسا کہ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے وہ (مسیح) کشمیر میں آکرفت ہوئے اور اب تک نبی شاہزادہ کے نام پر کشمیر میں اُن کی قبر موجود ہے۔ اور لوگ بہت تعظیم سے اُس کی زیارت کرتے ہیں اور عام خیال ہے کہ وہ ایک شاہزادہ نبی تھا جو اسلامی ملکوں کی طرف سے اسلام سے پہلے کشمیر میں آیا تھا اور اس شاہزادہ کا نام غلطی سے بجائے یسوع کے کشمیر میں یوز آسف کر کے مشہور ہوئے جس کے معنی ہیں یسوع غمناک“ (مقدمہ کتاب البریہ خزائن ج ۱ ص ۲۰)

(۷)..... ”و تو اتر علی لسان اہلہا انہ قبر نبی کان ابن ملک و کان من بنی اسرائیل۔ و کان اسمہ یوز آسف و اشتہر بین عامتہم ان اسمہ الاصلی عیسیٰ صاحب و کان من الانبیاء۔ و ہاجر الی کشمیر ثم معذ لك کان یوز آسف سمی کتابہ الانجیل و ما کان صاحب الانجیل الا عیسیٰ“ (الہدیٰ خزائن ج ۱ ص ۳۶۱)

(۸) اور یہ کہ مسیح مختلف ملکوں کا سیر کرتا ہوا آخر کشمیر میں چلا گیا اور تمام عمر وہاں سیر کر کے آخری سری نگر محلہ خانیاں میں بعد وفات مدفون ہوا اس کا ثبوت اس طرح پر ملتا ہے کہ عیسائی اور مسلمان اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ یوز آسف نام ایک نبی جس کا زمانہ وہی زمانہ ہے جو مسیح کا زمانہ تھا دور دراز سفر کر کے کشمیر میں پہنچا اور وہ نہ صرف نبی بلکہ شاہزادہ بھی کہلاتا ہے اور جس ملک میں یسوع مسیح رہتا تھا اس ملک کا وہ باشندہ تھا اور اس کی تعلیم بہت سی باتوں میں مسیح کی تعلیم سے ملتی تھی“ (ریویو ماہ دسمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۳۸)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب راز حقیقت خزانہ ج ۱۴ ص ۱۷۱ پر یوز آسف کی قبر کا نقشہ بنایا ہے اور اس کی پیشانی پر جلی حرفوں سے یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ:

(۹)..... ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔“

(۱۰)..... معلوم ہوا کہ حضرت یوز آسف علیہ السلام انجیل کی طرف لوگوں کو بلاتے اور جو کتاب ان پر اتاری گئی تھی اس کا نام بشری تھا جو انجیل کا عبرانی نام ہے اس سے ثابت ہوا کہ حضرت یوز آسف حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کا ہی دوسرا نام ہے اور دونوں ایک ہی شخص کے ہیں جس پر بشری انجیل اتاری گئی تھی۔ (ریویو ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء ص ۴۷۱-۴۷۲)

نو: مذکورہ بالا ان دس حوالجات سے بھی یہ امر قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ حسب عقیدہ مرزا قادیانی سری نگر محلہ خانیاں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے جو یوز آسف یا یسوع کے نام سے مشہور ہیں اور درحقیقت یہ دونوں نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے ہیں۔ اب یہ حقیقت عالم آشکارا ہو گئی کہ مرزا جی نے یسوع کے پردہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بے انتہا توہین و تذلیل کی ہے اس لیے کہ حسب تحریرات مرزا یسوع کے پردہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ لہذا مرزا صاحب اور ان کی

امت کا یہ عذر لنگ کہ بے ادبی و گستاخی کے کلمات یسوع کے متعلق ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں نہیں سراسر لغو و باطل ہے۔

ایک اور طرح

ایک اور طرح سے مرزا صاحب کی تحریرات سے اس کو ثابت کیا جاتا ہے کہ عیسیٰ مسیح، یسوع دونوں ایک ہیں کیوں کہ یہ امر ظاہر ہے کہ عیسائی اسی ”ابن مریم“ کو بخیاں فاسد خدا و منجی کہتے ہیں جو بن باپ کے پیدا ہوئے اور حسب عقیدہ اہل اسلام، اللہ کے نیک بندہ و مقدس رسول و صاحب کتاب تھے۔ چنانچہ اسی ”ابن مریم“ کو مرزا جی نے کہیں عیسیٰ بن مریم و حضرت عیسیٰ علیہ السلام لکھ کر عیسائیوں کا خدا وہ نجات دہندہ بتایا ہے اور کہیں یسوع ابن مریم، یسوع مسیح لکھا ہے جس سے یسوع و عیسیٰ کا ایک ہونا بالکل عیاں ہو جاتا ہے۔

مرزا جی نے ذیل کی ان عبارتوں میں تحریر فرمایا ہے کہ عیسائی جن کو خدا کہتے ہیں ان کا نام ”عیسیٰ علیہ السلام“ ہے۔

(۱)..... ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑے مقدس، بڑے راستباز، بڑے برگزیدہ تھے۔ مگر اُن کو خدا کہنا (جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں) اس سچے خدا کی توہین ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ سچ یہی ہے کہ وہ انسان تھے خدا نہیں تھے۔“ (ایام الصلاح خزانہ ج ۱۴ ص ۳۶۹)

(۲)..... ”انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گزرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنی حضرت عیسیٰ خدا بنائے گئے۔“ (چشمہ معرفت خزانہ ج ۲۳ ص ۲۶۶)

(۳) ”نادان عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھہرا رکھا ہے۔“

(حاشیہ حقیقۃ الوحی خزانہ ج ۲۲ ص ۸۹)

(۴)..... ”عیسائی صاحبان اس بات کے اقراری ہیں کہ ان کے نزدیک

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کامل خدا ہیں“ (نیم دعوت خزان ج ۱۹ ص ۳۷۶)

(۵)..... ”اور نہ ایسے عیسائی بن جائیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی تعلیم

چھوڑ کر اس کو خدا بنا دیا تھا“۔ (حقیقۃ الوحی حاشیہ خزان ج ۲۲ ص ۳۲۳)

اس کے علاوہ گزشتہ حوالجات کے ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۲۰، میں بھی مرزا جی نے تحریر کیا ہے کہ عیسائیوں نے جن کو خدا بنایا ہے ان کا نام پاک عیسیٰ بن مریم علیہا السلام ہے، اب ذیل کی عبارت میں ان کو عیسیٰ مسیح، یسوع بن مریم، کہتے ہیں جو ظاہر کر رہا ہے کہ عیسیٰ ویسوع دونوں ”ابن مریم“ ہی کے نام ہیں لکھتے ہیں کہ:

الف..... ”اُس (اللہ تعالیٰ) نے مجھے بتلایا کہ سچ یہی ہے کہ یسوع ابن مریم نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے..... جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی تعریف میں (عیسائی) لوگ حد سے بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ انکو خدا بنا دیا“۔

(دعوتِ ملحقہ حقیقۃ الوحی خزان ج ۲۲ ص ۶۱۸)

ب..... ”سو مسیح عیسیٰ بن مریم کی نسبت رجعت کا جو عقیدہ ہے اُس عقیدہ کے موافق عیسیٰ مسیح کی آمد ثانی کا یہی زمانہ ہے“ (تحفہ گوڑویہ خزان ج ۱۷ ص ۳۱۹)

ج..... ”حضرت مسیح جو خدا بنائے گئے اُن کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں“۔ (اعجاز احمدی خزان ج ۱۹ ص ۱۳۳)

ایک اور ثبوت:

عیسیٰ مسیح، یسوع کے ایک ہونے کا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح بھی ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

”اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح یعنی نبی سیاح ہونا بھی اُنکی موت پر دلالت کرتا ہے“۔ (ایام الصلح خزان ج ۱۴ ص ۲۷۳)

اس کے بعد مرزا صاحب نے عیسائیوں کے دوسرے عقیدہ کفارہ و نجات کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے اسی مسیح ابن مریم کے نام سے ذکر کیا ہے فرماتے ہیں کہ:

الف..... ”پادری صاحبان جو دنیا اور آخرت میں مسیح ابن مریم کو ہی منجی قرار دے چکے ہیں“۔ (کشتی نوح خزان ج ۱۹ ص ۹)

ب..... ”عیسائیوں کی طرح آخری دوڑ صرف مسیح کے کفارہ تک ہے و بس“۔ (چشمہ معرفت خزان ج ۲۳ ص ۳۱۳)

نور: مرزا صاحب کی ان تحریرات سے یہ بات بالکل ظاہر ہوگئی کہ عیسائی جن کو منجی و کفارہ قرار دے چکے ہیں ان کو عیسیٰ مسیح کہتے ہیں۔ اب مرزا جی کی ایک دوسری تحریر ملاحظہ فرمائیے جس میں آپ نے حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم (جن کو عیسائی نجات دہندہ و کفارہ بنا چکے ہیں) کا تیسرا نام یسوع رکھ کر عیسائیوں کے کفارہ و نجات کی تردید کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ ”اس میں کیا شک ہے کہ یسوع کا منجی ہونا عیسائیوں کا صرف ایک دعویٰ ہے جیسا کہ وہ دلائل عقلیہ کے رُوسے ثابت نہیں کر سکے“۔ اس پر آپ حاشیہ چڑھاتے ہیں:

”اگر عیسائیوں کا یہ خیال ہو کہ یسوع نے روحانی طور پر لوگوں کو گناہوں سے نفرت دلائی تو اس بات میں یسوع کی کچھ خصوصیت نہیں تمام نبی اسی غرض سے آیا کرتے ہیں کہ حتی الوسع لوگوں کی اخلاقی اور عملی اور اعتقادی حالت کی اصلاح کریں اور انکے کوششوں کے اثر بھی ضرور ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ دعویٰ ہے کہ گناہوں کی سزا صرف یسوع کے ذریعہ سے ٹلی تو اس پر کوئی دلیل نہیں“۔

(حاشیہ ایام الصلح خزان ج ۱۴ ص ۲۹۲)

نور: جب کہ ”مرزا آنجنابی“ کی تحریری شہادت سے یہ امر یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ کا دوسرا نام ”یسوع“ بھی ہے تو پھر اس کے بعد یہ کہنا کہ ”مسیح کی شان میں کوئی کلمہ گستاخی کا نہیں کہا گیا“، سراسر کذب بیانی اور نفاق پرور ایمان کا بدترین مظاہرہ کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟۔ علاوہ ازیں جب قادیان کے ”نئے نبی جی“

یسوع کو ایک مقدس نبی مانتے ہیں جیسا کہ حوالہ بالا کی خط کشیدہ عبارت سے ظاہر ہے تو اس صورت میں باوجود ”یسوع اور عیسیٰ“ کی تفریق کے یسوع کی توہین کرنا اضاعت ایمان کا سبب اور غضب الہی کا باعث ہے۔ لہذا بہر صورت مرزا جی اور ان کی امت کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا۔

بہر رنگ کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدرت را می شناسم۔

ایک اور ثبوت:

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) پیدائش میں بھی اکیلے نہیں تھے بلکہ ان کے ایک ہی ماں سے کئی ایک حقیقی بھائی و بہنیں تھیں۔

(الف)..... ”پھر نہ معلوم نادان لوگوں کو حضرت عیسیٰ سے کیسی مشرکانہ محبت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم تو قبول کر لیتے ہیں مگر حضرت عیسیٰ کا مجروح اور زخمی ہونا ان کی شان سے بلند تر سمجھتے ہیں اور شور ڈالتے ہیں کہ انکی نسبت ایسا کیوں کہتے ہو اور ان کو تمام دنیا سے الگ ایک خصوصیت دینا چاہتے ہیں۔ وہی آسمان پر چڑھ کر پھر زمین پر اترنے والے۔ وہی اسقدر لمبی عمر پانے والے۔ مگر خدا نے ان کو (حضرت عیسیٰ کو) پیدائش میں اکیلا نہیں رکھا بلکہ کئی حقیقی بھائی اور کئی حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے تھیں۔“

(حاشیہ براہین احمدیہ خزانہ ج ۲۱ ص ۲۶۲)

نور: مرزا جی نے عبارت بالا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جو بعقیدہ اہل اسلام مقدس رسول اور اپنی ماں کے اکلوتے بیٹے اور زندہ آسمان پر موجود ہیں) پر یہ افتراء کیا کہ آپ کے کئی حقیقی بھائی و بہنیں تھیں مگر ذیل کے حوالہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے یسوع کا نام لکھ کر بتایا کہ عیسیٰ اور یسوع دونوں ایک ہیں، فہو المراد۔ فرماتے ہیں کہ:

”یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور

بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔“
(حاشیہ کشتی نوح خزانہ ج ۱۹ ص ۱۸)

ایک اور ثبوت:

مرزا صاحب نے بعض جگہ ”ابن مریم“ کا عیسیٰ، مسیح کا نام رکھ کر فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا نہ خدائی کی دلیل ہو سکتی ہے اور نہ اس میں کچھ ان کی خصوصیت ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

الف..... ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی خصوصیت کے بارے میں صرف ایک بات پیش کی تھی کہ وہ بغیر باپ پیدا ہوا ہے تو خدا تعالیٰ نے فی الفور اُس کا جواب دیا۔ اور فرمایا۔ اِنَّ مَثَلَ عِيسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ..... یعنی خدا تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم، کی مثال ہے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ خزانہ ج ۲۱ ص ۳۹۷)

ب..... ”عیسائیوں کو یہ دعویٰ تھا کہ بے باپ ہونا حضرت مسیح کا خاصہ ہے اور یہ خدائی کی دلیل ہے۔“ (حاشیہ تحفہ گلڑویہ خزانہ ج ۱ ص ۲۰۸)

نور: مندرجہ بالا حوالجات میں ”ابن مریم“ کا نام حضرت عیسیٰ و مسیح صاف طور پر لکھا ہے ذیل کی عبارت میں عیسیٰ کی بجائے ”یسوع“ لکھتے ہیں جو عیسیٰ اور ”یسوع“ کی وحدت شخصی پر دلالت کر رہا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

”اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ”یسوع“ کی پیدائش کی مثال بیان کرنے کے وقت آدم کو ہی پیش کیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ مَثَلَ عِيسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ..... یعنی عیسیٰ کی مثال خدا تعالیٰ کے نزدیک آدم کی ہے۔“ (پشمہ معرفت خزانہ ج ۲۳ ص ۲۲۷)

ناظرین کرام! جب مرزا صاحب اور ان کی امت کے سربراہ و دروہ لوگوں کی متعدد شہادتوں اور اس کی مختلف نوعیتوں سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ حضرت مریم صدیقہ علیہا

السلام کے اکلوتے صاحبزادے ہی کو عیسیٰ مسیح، یسوع، کہتے ہیں تو پھر یہ عذر لنگ پیش کرنا کہ یسوع کی توہین کی گئی ہے اور عیسیٰ کی نہیں یا یہ دونوں الگ الگ دو مختلف شخص ہیں سراسر بے ایمانی و بددیانتی نہیں ہے تو کیا ہے؟۔ اور جب کہ حسب اقرار مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں مغالطات استعمال کی گئیں اور نہایت گھونے و گندے الزامات ان پر لگائے گئے تو اب کسی طرح سے بھی مرزائیوں کے ”رسول“ کا ایمان سلامت نہیں رہا۔ کیوں کہ قادیانی رسول کہتے ہیں:

”اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے..... کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الہی“

(ضمیمہ چشمہ معرفت خزائن ج ۲۳ ص ۳۹۰)

یسوع کا ذکر قرآن میں

مرزائی اور ان کے ”پیغمبر“ یہ عذر لنگ بھی اپنی پردہ پوشی و عصمت کے لیے پیش کرتے ہیں کہ یہ بدگوئیاں و فحش کلامیاں اس ”یسوع“ کے حق میں کی گئیں جس کا ذکر قرآن میں نہیں۔ اگرچہ مرزا صاحب کی تحریرات و تصریحات سے اس امر کے ثابت ہو جانے کے بعد کہ یسوع اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہیں، اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ یسوع کا ذکر قرآن مجید میں ثابت کیا جائے۔ اس لیے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر مبارک قرآن مجید میں متعدد جگہ ہے تو پھر کیوں کر کہا جاسکتا ہے کہ یسوع کا ذکر قرآن شریف میں نہیں تاہم ”دروغ گور اتا بخانہ رسانید“ کے سلسلہ میں خود قادیانی نبی کی تحریر سے اس امر کا ثبوت پیش کیا جا رہا ہے کہ یسوع کا ذکر قرآن میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے لکھتے ہیں کہ:

(۱)..... ”اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ”یسوع“ کی پیدائش کی مثال بیان

کرنے کے وقت آدم کو ہی پیش کیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ..... یعنی عیسیٰ کی مثال خدا تعالیٰ کے

نزدیک آدم کی ہے“ (چشمہ معرفت خزائن ج ۲۳ ص ۲۲۷) مرزا صاحب اس ذیل میں کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے“ لکھتے ہیں کہ:

(۲)..... ”یہود کو بھی پختہ ظن سے اس بات کا دھڑکا تھا کہ یسوع صلیب پر نہیں مرا۔ چنانچہ اس کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ بھی قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا یعنی یہود قتل مسیح کے بارے میں ظن میں رہے۔“

(ایام الصلح خزائن ج ۱۴ ص ۳۵۲)

(۳)..... ”یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑ ہا انسانوں کی یسوع کی ولادت کے بارے میں زبان بند کر دی اور ان کو تعلیم دی کہ تم بھی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا۔“ (ریویو اپریل ۱۹۰۲ء ص ۱۵۹)

مرزا صاحب کا یہ خیال بلکہ عقیدہ ہے کہ جو قبر سری نگر محلہ خانیاں میں یوز اسف یا ”یسوع“ کے نام سے مشہور ہے وہ بلا شک و شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے جیسا کہ تحریرات مرزا سے اس کا ثبوت گذر چکا ہے اور اسی یسوع یا یوز اسف والی قبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ثابت کرتے ہوئے اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ:

(۴)..... ”خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ (یعنی حضرت عیسیٰ

) مرگیا اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَوْبَسْنَا هُمَا إِلَىٰ رُبُوبَةِ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مصطفیٰ پانی کے چشمے اس میں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے۔“

(حقیقۃ الوحی خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۴)

ان تمام حوالجات سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ یسوع کا ذکر قرآن میں ہے۔ لہذا مرزا صاحب اور ان کی امت کا یہ کہنا کہ ”یسوع کا ذکر قرآن میں نہیں“ سراسر لغو و باطل، خلاف

دیانت و امانت ہوا۔ اگر بالفرض اس امر کو تسلیم کر لیا جائے کہ یسوع کا ذکر قرآن میں نہیں تو اس سے کیا مرزا صاحب کو شرعی و اخلاقی حق حاصل ہو گیا کہ وہ یسوع پر گونا گوں عیوب و الزامات لگائیں؟ اور طرح طرح کی مغالطات ان کی شان میں استعمال کریں، ہرگز نہیں۔ کیوں کہ کسی کو راستباز و صادق نبی ماننے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس کا ذکر قرآن میں ہو جیسا کہ مرزا جی ”کرشن“ کو نبی مان کر ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں!

انٹلک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو ڈرگو پال بھی کہتے ہیں، (تمتہ حقیقہ

الوحی خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱) مصنف

حالانکہ قرآن مجید میں نہ کرشن کا ذکر ہے اور نہ ان کی نبوت کا۔ اور احادیث سے ثابت ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں، مگر قرآن مجید میں صرف چند انبیاء کا ذکر کیا گیا ہے تو اس سے کیا جائز ہے کہ باقی انبیاء کی اس وجہ سے توہین و تحقیر کی جائے کہ ان کا نام اور ذکر قرآن میں نہیں ہے؟

اور مرزا صاحب کا عیسائیوں کے بیان کردہ احوال و صفات کی وجہ سے ”حضرت یسوع“ کو برا بھلا سب و شتم کرنا نہ صرف اصول اسلامی و اخلاقی کے خلاف ہے؛ بلکہ اپنے قواعد و ضوابط کے بھی خلاف ہے فرماتے ہیں:

”منجملہ ان اصولوں کے جن پر مجھے قائم کیا گیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ دُنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں۔ اور استحکام پکڑ گئے ہیں۔ اور ایک حصہ دُنیا پر محیط ہو گئے ہیں۔ اور ایک عمر پا گئے ہیں۔ اور ایک زمانہ ان پر گزر گیا ہے۔ ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے رُوسے جھوٹا نہیں۔ اور نہ اُن نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے۔“ (تحفہ قیصریہ خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۶)

اس کے آگے لکھتے ہیں:

”اس قاعدہ کے لحاظ سے ہمیں چاہئے کہ ہم ان تمام لوگوں کو عزت کی نگاہ

سے دیکھیں اور ان کو سچا سمجھیں جنہوں نے کسی زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر وہ دعویٰ ان کا جڑ پکڑ گیا۔ اور اُن کا مذہب دُنیا میں پھیل گیا۔ اور استحکام پکڑ گیا۔ اور ایک عمر پا گیا۔“ (تحفہ قیصریہ خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۸)

پھر صفحہ ۷ میں لکھتے ہیں:

”پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے۔ کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دُنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑ ہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بیٹھا دی۔ اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے۔ یا چینوں کے مذہب کے یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔“ (تحفہ قیصریہ خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۹)

مرزا صاحب کے اس اصول کے رو سے عیسائیوں کے ”یسوع“ بھی سچے اور راستباز و صادق ٹھہرتے ہیں کیونکہ صد ہا سال سے آپ کے پیروکار چلے آتے ہیں اور ایک حصہ دُنیا پر آپ کا مذہب محیط ہے اور کروڑ ہا دلوں میں آپ کی عظمت و محبت ثبت ہے اور عیسائی مذہب کے ایک ”مقدس پیشوا“ ہیں۔ اس لیے اگرچہ یسوع کا ذکر قرآن میں نہیں مگر اس لحاظ سے کہ وہ عیسائیوں کے ایک ”مقدس پیشوا“ ہیں ہر طرح کی تکریم و تعظیم کے لائق تھے۔ جیسا کہ مرزا آنجنمانی کہتے تو ہیں کہ ہم ہر مذہب کے پیشوا کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں، لیکن آپ کی عزت کی نگاہوں کا حشر یہ ہے کہ چراغِ داشتہ جرات کے ساتھ عیسائیوں کے ”برگزیدہ پیشوا یسوع“ کی علی الاعلان توہین کرتے

ہیں اور ایسے گندے و سڑے الفاظ ان کے حق میں استعمال کرتے ہیں کہ ایک غیرت مند انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

باین ہمہ مرزائیت کے نمک خوار اپنے ”نئے رسول“ کی ”بدگوئیوں و گالیوں“ کو پوشیدہ کرنے میں اس ڈھٹائی و بیباکی سے مصروف ہیں کہ کیا مجال ہے کہ ان کی ”جبین حمیت“ پر عرق انفعال کا کوئی قطرہ نمودار ہو جائے، حالانکہ توہین انبیاء کا ان کے چہرہ پر ایک ایسا بدنماداغ ہے کہ وہ اس دنیا میں منہ دکھانے کے لائق نہ تھی، مگر..... ہرچہ خواہی کن کے ماتحت تو جہات باطلہ میں اس طرح سے الجھے ہوئے ہیں جس سے گلو خلاصی قیام قیامت تک ممکن نہیں۔

عیسائیوں کے بیان کردہ صفات کے لحاظ سے بھی یسوع فرضی نہیں حقیقی ہے

مرزا صاحب کے عذر لنگ کا تیسرا حصہ یہ تھا کہ عیسائیوں اور پادریوں نے جو صفات یسوع کے بیان کئے ہیں اس کے رو سے کوئی یسوع حقیقی نہیں بلکہ فرضی ہے اس لیے جو کچھ بد زبانیاں و سخت کلمے استعمال کئے گئے ہیں، ایک فرضی شخص کے حق میں ہیں جو کسی طرح قابل اعتراض نہیں لیکن خود مرزا صاحب ہی اپنے ہاتھوں سے اس عذر کو بھی دفن کرتے ہیں۔

(۱)..... ”اس (اللہ تعالیٰ) نے مجھے (مرزا) اس بات پر بھی اطلاع دی ہے

کہ درحقیقت یسوع مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے اور ان میں سے جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں۔ اور ان میں سے ہے جنکو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا۔ اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واصل ہے اور ان کا ملوں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔“ (تحفہ قیصریہ خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲)

(۲)..... ”جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے۔ وہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترک جانداد کی طرح ہے۔ اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے۔ کیونکہ میری طبیعت یسوع میں مستغرق ہے۔ اور یسوع کی مجھ میں۔“ (تحفہ قیصریہ خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۵)

نور: مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا عبارت خود ان کے اس ”عذر لنگ کو کہ یہ بدگوئیوں ایک فرضی یسوع کے حق میں ہیں“ خاک میں ملا رہی ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ عیسائی جس ”یسوع“ کو خدا بنا کر اس سے محبت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہی ”یسوع“ مسلمانوں کے نزدیک ایک برگزیدہ وہ مقبول بندہ ہے اور وہ بھی اسی سے محبت کرتے ہیں۔ گویا بلحاظ محبت و عزت ”یسوع مسیح“ مسلمانوں اور عیسائیوں میں ایک مشترک جانداد ہیں کہ ہر دو مذہب کے پیروکار ”یسوع مسیح“ کی تکریم و تعظیم میں مساویانہ طور پر حصہ وار، و شریک کار ہیں۔ مگر چونکہ مرزا صاحب بقول خود ”یسوع“ سے بہت زیادہ مانوس تھے اور ان میں باہمی خوب محبت و الفت تھی اسلئے خصوصیت سے آپ ان کی عزت و محبت تعظیم و تکریم زیادہ حق رکھتے تھے جس کا ”نتیجہ“ ان گندی گالیوں کی شکل میں نمودار ہو چکا ہے جس کو ہر غیرت مند انسان دیکھ کر لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے۔

خفائیں ہم پے کیں اتنی مہربانی کی حالت میں
خدا جانے اگر تم خشکیاں ہوتے تو کیا کرتے

جب کہ مرزا قادیانی عیسائیوں کہ ”یسوع“ تو بھی لائق تکریم و تعظیم مانتے ہیں جس کی جانب بہت سے باطل امور منسوب کئے گئے ہیں تو پھر آپ کا عیسائیوں کے اسی ”یسوع“ کو فرضی شخص سمجھ کر اس کی توہین و تنقیص کرنا مضحکہ خیز اختلاف بیانی و رسوائے عالم بے ایمانی کی ایک ایسی بدترین مثال ہے جو سلسلہ دنیاں کی کسی حصہ میں (سوائے قادیان کے) نہیں پائی جاتی۔

غرض یہ کہ مرزا صاحب کا یہ عذر بار دہی کسی طرح سے قابل پذیرائی و لائق التفات نہیں رہا۔ علاوہ ازیں چونکہ مرزا صاحب عیسائیوں کے یسوع سے عشق و محبت کا دم بھرتے تھے اس لیے وہ ازراہ محبت عیسائیوں کی ان تمام ناجائز باتوں کو جو ان کی طرف منسوب تھیں کسی طرح گوارہ نہ کر سکے اور ان تمام انتسابات سے اپنے محبوب یسوع کو پاک و بری قرار دیکر کہا کہ وہ ایک مقدس و معزز خدا کے مقبول بندے ہیں جن کی عزت و ناموس پر حملہ نہیں کرنا چاہئے اس لیے باوجود عیسائیوں کے بیان کردہ صفات کے ”یسوع“ لائق تعظیم و تکریم ہے۔ سنئے فرماتے ہیں کہ:

”اگر ہمیں کسی مذہب کی تعلیم پر اعتراض ہو۔ تو ہمیں نہیں چاہئے کہ اس مذہب کے نبی کی عزت پر حملہ کریں۔ اور نہ یہ کہ اس کو بُرے الفاظ سے یاد کریں۔ بلکہ چاہئے کہ صرف اس قوم کے موجودہ دستور العمل پر اعتراض کریں اور یقین رکھیں کہ وہ نبی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کروڑ ہا انسانوں میں عزت پا گیا۔ اور صد ہا برسوں سے اس کی قبولیت چلی آتی ہے۔ یہی پختہ دلیل اس کے منجانب اللہ ہونے کی ہے۔ اگر وہ خدا کا مقبول نہ ہوتا تو اس قدر عزت نہ پاتا۔“ (تحفہ قیصریہ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۰)

(۲) ”اگر ہم اُن کے مذہب کی کتابوں میں غلطیاں پائیں یا اس کے پابندوں کے بد چلنیوں میں گرفتار مشاہدہ کریں۔ تو ہمیں نہیں چاہئے کہ وہ سب داغ ملالت اُن مذاہب کے بانیوں پر لگا دیں۔ کیونکہ کتابوں کا حرف ہو جانا ممکن ہے۔ اجتہادی غلطیوں کا تفسیروں میں داخل ہو جانا ممکن ہے۔“

(تحفہ قیصریہ خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۸)

مرزا صاحب کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ اپنے اس اصول کی پابندی کرتے اور یسوع کو عیسائیوں کے ان تمام بیان کردہ صفات سے حسب تحریر خود پاک سمجھ کر ان کی عزت کرتے۔ مگر اللہ رے دلیری و شوخ چشمی کہ مرزا صاحب کی ”زبان مبارک“ بڑی تیزی

سے دیدہ و دانستہ یسوع کی بدگوئیوں میں مصروف ہے اور اپنے لیے ثواب آخرت کا ذخیرہ کر رہی ہے اور شرم و ندامت کی جھلک تک نہیں پائی جاتی۔ مرزا جی! ایک ”پیغمبر“ کہلا کر یہ افتراء اور یہ تحریف اور یہ خیانت اور یہ جھوٹ اور یہ دلیری اور یہ شوخی۔ ان باتوں کا تصور کر کے بدن کا نپتا ہے۔“ ضمیمہ براہین احمدیہ خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۸۔

اور جب کہ مرزا جی کا یہ بیان ہے کہ میں کئی مرتبہ یسوع مسیح سے ملاقات کر چکا ہوں اور عیسائیوں کے عقائد وغیرہ کی لغویت خود یسوع کی زبانی سن چکا ہوں تو اس کے بعد ”یسوع“ اور بھی قابل عزت و لائق احترام ہو جاتے ہیں؛ لیکن باین ہمہ خود ان کی زبان فحش گوئیوں میں مصروف رہی تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ ”ایسے بد زبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔“ خاتمہ چشمہ معرفت خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۶۔

فرماتے ہیں کہ:

”خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعویٰ اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے۔ جو توجہ کے لائق ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور ابیثیت ہے۔ ایسے متنفّر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افتراء جو ان پر کیا گیا ہے۔ وہ یہی ہے۔“

(تحفہ قیصریہ خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۳)

(۲) ”میں جانتا ہوں کہ جو کچھ آجکل عیسائیت کے بارے میں سکھایا جاتا ہے۔ یہ حضرت یسوع مسیح کی حقیقی تعلیم نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت مسیح دُنیا میں پھر آتے۔ تو وہ اس تعلیم کو شناخت بھی نہ کر سکتے۔“

(تحفہ قیصریہ خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۴)

جب مرزا صاحب کو اپنی کشفی بیداری میں یسوع کی زبان سے سن کر یہ معلوم ہو گیا تھا

کہ یسوع عیسائیوں کے بیان کردہ احوال و صفات سے بالکل پاک و بری ہے تو وہ ہر طرح کے اکرام و اعزاز کے لائق تھے اور مرزا صاحب کا یہ اخلاقی و شرعی فرض تھا کہ ان کی تکریم و تعظیم کرتے اور مدح و ثنا میں رطب اللسان رہتے۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے دیدہ و دانستہ عیسائیوں کے یسوع کو گالیاں دے کر توہین و تحقیر کی ہے، تو کیا یہ انتہائی فتنہ انگیزی و بے ایمانی اور امن و صلح کے ساتھ دشمنی کرنا نہیں ہے؟ جیسا کہ خود تحریر کرتے ہیں کہ:

”پس ایسے عقیدہ والے لوگ جو قوموں کے نبیوں کو کاذب قرار دے کر بُرا کہتے رہتے ہیں۔ ہمیشہ صلح کاری اور امن کے دشمن ہوتے ہیں۔ کیونکہ قوموں کے بزرگوں کو گالیاں نکالنا اس سے بڑھ کر فتنہ انگیز اور کوئی اور بات نہیں۔“

(تحفہ قیصریہ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۰)

الحمد للہ کہ مرزائیت اور اس کے ”بانی“ وہ تمام اعذار جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہانت کے سلسلہ میں یسوع و عیسیٰ کی تفریق کے ساتھ پیش کر کے اپنی گندہ دہنیوں کو پوشیدہ کرنا چاہتے تھے وہ خود حریف ہی کے ہتیاروں سے پاش پاش کر دئے گئے جس سے اصل حقیقت ”اہانت عیسیٰ“ کی معاپنے خدوخال کے مضمر شہود پر آگئی۔ البتہ اس سلسلہ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ پادریوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نہایت ناپاک الفاظ استعمال کئے تھے اور شب و روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص میں مصروف رہتے تھے اور مرزا صاحب نے عشق محمدی و حب نبوی میں اتنا بڑا کمال حاصل کیا تھا کہ بروز محمد بن گئے تھے اس مجبوری سے آپ نے ترکی بہ ترکی عیسائیوں کو جواب دیا جیسا کہ خود مرزا صاحب کہتے ہیں:-

”ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیکر ہمیں آمادہ کیا کہ اُن کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں ابو میرے نام بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو..... بہت

گالیاں دی ہیں۔ پس اسی طرح اس مُردار اور خبیث فرقہ نے جو مُردہ پرست ہے ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے کہ ہم بھی ان کے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۲ تا ۲۹۳)

(۲)..... اگر پادری اب بھی اپنی پالیسی بدل دیں اور عہد کر لیں آئندہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں نکالیں گے تو ہم بھی عہد کریں گے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ ان سے گفتگو ہوگی ورنہ جو کچھ کہیں گے اس کا جواب سُنیں گے“

(حاشیہ انجام آتھم خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۲)

(۳)..... ”میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں“

(اشتہار واجب الانظار، خزائن ج ۱۳ ص ۱۱، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۶۶)

(۴)..... ”اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشربیوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی۔ اور بالخصوص پرچہ نو افشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں۔ اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ..... مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے۔ ان کلمات سے سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے اُن جوشوں کے ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے۔ تا سرلیج الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور مملکت میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو تب میں نے بالمتقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمتقابل سختی تھی۔..... کیونکہ عوض معاوضہ

کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا“ (تریاق القلوب خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۰)

جواب

مرزا صاحب اور ان کی امت کا یہ عذر بھی سراسر غلط اور غیر معقول اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے کیونکہ اسلام نہ صرف تمام انبیاء علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کی تعلیم دیتا ہے بلکہ کافروں کے باطل معبودوں اور بتوں کو بُرا بھلا و سب و شتم سے بھی روکتا ہے۔ اگر عیسائیوں نے ازراہ جہالت و خباثت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بدزبانی و گندہ دہنی سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا تو کسی مسلمان کو یہ حق ہرگز نہیں حاصل ہے اور نہ اسلام اس کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں بدزبانی کر کے اپنے متاع ایمان کو برباد کر دے۔ چنانچہ مرزا صاحب بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ:

”مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے۔ تو ایک مسلمان اُس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔“ (تریاق القلوب خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۱)

بلکہ مرزا صاحب اس طریق جواب کو جاہلانہ و سفیہانہ حرکت بلکہ ”گت پن“ کہتے ہیں۔

(۱)..... ”واضح ہو کہ کسی شخص سے ایک کارڈ کے ذریعہ سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف نسبت کرتے ہیں حضرت امام حسین کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت امام حسین علیہ السلام بوجہ اس کے کہ اُس نے خلیفہ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی باغی تھا اور یزید حق پر تھا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے منہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں۔ مگر ساتھ اس کے مجھے یہ بھی دل میں خیال گذرتا ہے کہ چوں کہ اکثر شیعہ نے اپنے ورد

تبرے اور لعن و طعن میں مجھے بھی شریک کر لیا ہے اس لیے کچھ تعجب نہیں کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہہ دی ہو جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۴۴)

(۲)..... ”ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا (اس کی) چھوٹی لڑکی بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اس نے جواب دیا بیٹی انسان سے ”کت پن“ نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب کوئی شریک گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی ”کت پن“ کی مثال لازم آئے گی۔“

(تقریر مرزا در جلسہ قادیان ۱۸۹۷ء ملفوظات ج ۱ ص ۱۰۳)

اس کے علاوہ مرزا صاحب کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ:

(۳)..... ”ہمارا ہرگز یہ طریق نہیں کہ مناظرات و مجادلات میں یا اپنی تالیفات میں کسی نوع کے سخت الفاظ کو اپنے مخاطب کے لئے پسند رکھیں یا کوئی دل دکھانے والا لفظ اس کے حق میں یا اس کے کسی بزرگ کے حق میں بولیں۔“

(شعہ حق خزائن ج ۲ ص ۳۲۴)

(۴)..... ”عیسائیوں کی کتاب امہات المومنین نے دلوں میں سخت اشتعال پیدا کیا ہے..... دل دکھانے والی گالیاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں ہمارا حق تھا کہ ہم مدافعت کے طور پر سختی کا سختی سے جواب دیتے لیکن ہم نے محض اس حیا کے تقاضا سے جو مومن کی صفت لازمی ہے ہر ایک تلخ زبانی سے اعراض کیا“ (ایام الصلح خزائن ج ۱۴ ص ۲۲۸)

اس دعویٰ کے ساتھ ہی ساتھ ”قادیان کا مصلح اعظم“ اپنی جماعت نصیب کرتا ہے

کہ اے مرزائیو!

”تمہارے فخر مند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو۔ یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔“

(ازالہ اوہام خزائن ج ۳ ص ۵۴۷)

(۵)..... ”کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو“ (کشتی نوح ج ۱۹ ص ۱۱)

اس دعویٰ و نصیحت کے بعد مرزا جی کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ گالی کے جواب میں گالی دیتے یا سختی کے مقابل میں سختی کرتے۔ مگر بایں ہمہ آپ نے اس خطرناک و جاہلانہ روش کو اختیار کر کے اپنے اصول و قواعد کے بھی خلاف کیا اس لیے یہ عذر لنگ بھی ناقابل پذیرائی ہے بلکہ ایک فریب دہی و حیلہ سازی ہے۔

مرزائی جماعت تنگ آ کر یہ بھی کہتی ہے کہ مرزا صاحب نے جو کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا ہے وہ سب عیسائیوں کو الزام دینے کے لئے کہا ہے۔ جیسا کہ قادیانیت کے شمس مولوی جلال الدین اپنی کتاب مقدمہ بھاو پورص ۱۴۱ میں لکھتے ہیں کہ ”پس متکلمین کا یہ طریق ہے کہ وہ مد مقابل کے عقاید کو مد نظر رکھ کر الزامی جواب دیا کرتے ہیں اور یہی طریق حضرت مسیح موعود نے اختیار کیا۔ چنانچہ فرمایا اس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں اُسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا جیسا کہ وہ ہمارے مقابل کرتے ہیں۔“

مگر مرزائیت کا یہ بھی ایک دلفریب حیلہ ہے جو اپنے ”پیغمبر“ کی بدزبانیوں کو پوشیدہ کرنے کے لئے تراشا گیا ہے۔ کیونکہ الزامی جوابات میں مخاطب کے مسلمہ اصول و عقاید کو مد نظر رکھا جاتا ہے اور اس کو اس طرز بیان، انداز گفتگو، قرآنِ تکلم سے پیش کیا جاتا ہے کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں متکلم کے عقاید و اصول کو کچھ بھی دخل نہیں اور محض مخاطب کو اس کے مسلمات سے الزام دینا مقصود ہے۔ لیکن مرزا صاحب کی وہ تمام توہین آمیز تحریرات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہیں نہ تو اس میں عیسائیوں کے مسلمات کا

ذکر ہے اور نہ آپ کا انداز بیان ہی کچھ شگفتہ و ششستہ ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ متکلم اپنے عقیدہ کو بغض و عناد کے ماتحت پیش کر رہا ہے۔ ورنہ مرزائیت کا یہ مذہبی فرض ہے کہ اپنے ”بانی“ کے ان گندے و گھناؤنے الزامات کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں تراشے گئے ہیں حقائق و دلائل کی روشنی میں ثابت کرے کہ عیسائیوں کے یہ مسلم عقیدے ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح (معاذ اللہ) شرابی، کاذب، بیچارے اور ان کی نانیاں و دادیاں زنا کار تھیں۔ اس طرح وہ تمام تر الزامات جو گذشتہ صفحات میں ذکر کئے گئے وہ عیسائیت کے عقیدہ میں داخل ہیں۔ پھر مرزا صاحب کی ان بدزبانیوں و فحش گوئیوں کو کیونکر الزامی جوابات کا رنگ دیا جاسکتا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی مایہ ناز کتاب ”اعجاز احمدی“ میں (جو مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری و دیگر علماء اسلام کے مقابلہ میں اپنی شکست چھپانے کے لئے لکھی ہے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جیسی کچھ توہین و تذلیل کی گئی ہے اس کے متعلق یہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ہفوات الزامی ہیں۔ کیونکہ اس میں صرف وہ علمائے اسلام مخاطب ہیں جن کے مسلمات و عقائد میں سے وہ امور ہرگز نہیں ہیں بلکہ سیاق و سباق و انداز تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے مذہبی عقیدہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ آپ لکھتے ہیں کہ: ”عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ

آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

ناظرین! انصاف سے فرمائیے کہ مرزا صاحب جس بات کو حق کہہ رہے ہیں کیا یہ الزام ہے یا اظہار عقیدت؟۔ اسی طرح ”ازالہ اوہام“ میں جتنی کچھ و جیسی کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اس میں بھی اسلامی علماء و صوفیاء و سجادہ نشین ہی مخاطب ہیں۔ اس لئے مرزا صاحب کی یہ تاثر خائیاں و بدگوئیاں کیسے الزامی جوابات پر محمول ہو سکتیں ہیں؟۔ بلکہ حقیقت یہ ہے چونکہ مرزا جی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا ”رقیب“ خیال کر

رکھا تھا؛ اس وجہ سے یہ تمام باتیں بغض و عناد کے ساتھ عقیدے کے رنگ میں ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ عیسائی مذہب کے مسلّم مناظر پادری عبدالحق صاحب پروفیسر امریکن کالج سہارنپور نے مرزا صاحب کے تمام بہتانات کی تردید میں ”رد بہتان قادیانی“ لکھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان بہتانوں سے برأت کرتے ہوئے ثابت کیا کہ یہ الزامات صرف مرزا صاحب کے دماغ کی پیداوار ہیں۔ عیسائیت ایسی گندگیوں سے پاک ہے اور ایسے بدگو پر لعنت بھیجتی ہے۔

جب مرزائیت کی یہ حیلہ سازیاں و فریب کاریاں جن کو اپنے ”پیغمبر“ کی پاک دامنی و عصمت کے برقرار رکھنے کے لئے تراشی تھیں پادر ہوا ہوئیں، تو عاجز و مجبور ہو کر، مگر بڑی جرأت و جسارت سے یوں گویا ہوئی کہ یہودیوں کا وہ نامسعود فرقہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عدو مبین اور بدترین دشمن ہے، اس نے جو کچھ الزامات و اتہامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات مقدس پر لگائے تھے؛ اس کو مرزاجی نے یہودیت کا روپ بدل کر عیسائیوں پر بطور حجت و الزام کے پیش کیا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:

”ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے و الزامی جواب کے رنگ میں ہے۔ اور دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔“ (حاشیہ چشمہ مسیحی خزائن ج ۲۰ ص ۳۳۶)

حالانکہ یہ عذر لنگ بھی سب سے بدتر اور ”کرشن قادیانی“ کی اخلاقی گناہوں و بدزبانیوں کے سر بہر لافانے کو برسر راہ چاک کر رہا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کو بھی اس امر کا اقرار ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے شدید دشمن ہیں۔ چنانچہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۰۳ میں لکھتے ہیں کہ:

”اور عیسیٰ مسیح کے دو گروہ دشمن تھے ایک اندرونی گروہ یعنی وہ یہودی جنہوں نے اس کو صلیب دیکر مارنا چاہا“ (تحفہ گولڑویہ خزائن ج ۱ ص ۳۰۴)

اس کے آگے ص ۲۲۵ میں فرماتے ہیں:

”اور یہودیوں کا بڑا واقعہ..... یہی واقعہ تھا جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کا فر ٹھہرایا اور اس کو ملعون اور واجب القتل قرار دیا اور اس کی نسبت سخت درجہ پر غضب اور غصہ میں بھر گئے۔“ (خ ۱ ص ۳۲۸)

اور اسی کے ص ۱۰۶ میں لکھتے ہیں کہ

”یہودیوں کے مغضوب علیہم ہونے کی بڑی وجہ جسکی سزا ان کو قیامت تک دی گئی اور دائمی ذلت اور محکومیت میں گرفتار کئے گئے یہی ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ کے نشان بھی دیکھ کر پھر بھی پورے عناد اور شرارت اور جوش سے اُن کی تکفیر اور توہین اور تفسیق اور تکذیب کی اور اُن پر اور اُن کی والدہ صدیقہ پر جھوٹے الزام لگائے“ (خ ج ۱ ص ۱۹۸)

اس کے ساتھ ہی کرشن قادیانی کا یہ بھی ارشاد ہے کہ:

”جو بات دشمن کے مُنہ سے نکلے وہ قابل اعتبار نہیں“

(اعجاز احمدی خزائن ج ۱ ص ۱۳۲)

اس لیے مرزاجی کا یہودیت کا بھیس بدل کر، حضرت مسیح علیہ السلام کے دشمن یہودیوں کے ناقابل اعتبار الزامات و بے بنیاد اتہامات کو ان عیسائیوں اور مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا جن کے نزدیک اس کی حقیقت پر کاہ ”نقش برآب“ سے بھی گئی گذری ہے پرلے درجے کی بے ایمانی و مجرمانہ خیانت کاری ہے اور اپنی خبث باطنی و گندہ دہنی کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔

علاوہ ازیں جبکہ خود مرزا آنجنمانی یہودیوں کی ان ناجائز تہمتوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پاک و بری سمجھتے ہیں اور ان کو غیر معتبر و تمسخر کہتے ہیں تو اس کے بعد پھر آپ کا ان الزامات و اتہامات کو ایسی قوم کے سامنے بطور حجت و الزام کے پیش کرنا جو کسی طرح اس کو مسلّم نہیں؛ دانستہ ایمان سوز کاریاں و خیانت کاریاں نہیں ہیں اور کیا ہیں؟۔ لکھتے ہیں کہ:

(۱)..... ”ایک شریر یہودی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک بیگانہ

عورت پر آپ (مسیح ابن مریم) عاشق ہو گئے تھے۔ لیکن جو بات دشمن کے منہ نکلے وہ قابل اعتبار نہیں۔ آپ خدا کے مقبول اور پیارے تھے۔ خبیث ہیں وہ لوگ جو آپ پر ہمتیں لگاتے ہیں۔“ (اعجاز احمدی خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۴)

لیکن مرزا یو! جوان تہمتوں کو بار بار نقل کرے وہ کون ہے؟۔

(۲)..... ”حضرت مسیح کا ایک عورت سے عطر ملوانا بہت عمدہ فعل ہے اس پر اعتراض کرنا بے ہودہ پن ہے“ (بدر مئی ۱۹۰۸ء)

(۳)..... ”یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال یا افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہے ہیں کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت بیہودہ اور شرمناک کام تھے..... جیسا کہ حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اُس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا، استعمال کرنا..... پھر اگر کوئی تکبر اور خود ستائی کی راہ سے..... حضرت مسیح کی نسبت یہ زبان پر لاوے کہ وہ طوائف کے گندہ مال کو اپنے کام میں لایا۔..... تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اُسکی فطرت اُن پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اُس پلید کا مادہ اور خمیرہ ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام خزائن ج ۵ ص ۵۹۷-۵۹۸)

ناظرین کرام! مرزائیوں کے ”رسول“ نے اپنے مکروہ و نفرت خیز فعل، اہانت عیسیٰ علیہ السلام کو چھپانے کے لیے جس قدر عذراتِ بارہ و توجیہات باطلہ تراشے تھے وہ سب کے سب مرزا صاحب ہی کے ہاتھوں بیوند زمین کر دیئے گئے۔ اب یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ تہذیب و اخلاق کے دعویٰ کرنے والے ”قادیانی رسول“ نے دیدہ و دانستہ از روئے عقیدہ: ان اخلاق سوز کارروائیوں و متعصن گالیوں و گھنونی کلامیوں کا ارتکاب کیا تھا اس لیے آپ ہی کے فرمودہ الفاظ میں ”عطائے تو بلقائے تو“ کہہ کر یہ نذرانہ پیش کرتا ہوں کہ ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اُسکی فطرت اُن پاک لوگوں کی فطرت

سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اُس پلید کا مادہ اور خمیرہ ہے۔“

پنڈت دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں گرو نانک جی کے متعلق کچھ توہین آمیز جملے و فقرے لکھے ہیں اس کو دیکھ کر مرزا صاحب فرط غضب سے بلبلا اٹھے اور یہ کہا کہ:

(۱)..... ”پنڈت دیانند نے اس خدا ترس بزرگ کی نسبت اس گستاخی کے کلمے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھے ہیں جس سے ہمیں (مسلمانوں کو) ثابت ہو گیا کہ درحقیقت یہ شخص (مرزا) سخت دل سیاہ اور نیک لوگوں کا دشمن تھا..... مگر ایسے جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ وہ اپنی بزرگی کی پڑی جنما اسی میں دیکھتے ہیں کہ ایسے بزرگوں کی خواہ مخواہ تحقیر کریں۔ اور اس ناحق شناس اور ظالم پنڈت نے باوا صاحب کی شان میں ایسے سخت اور نالائق الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو پڑھ کر بدن کا نپتا ہے۔ اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اور اگر کوئی باوا صاحب (عیسیٰ) کی پاک عزت کہ لئے ایسے جاہل بے ادب کو درست کرنا چاہتا تو تعزیرات ہند کی دفعہ ۵۰۰ اور ۴۹۸ موجود تھی۔“

(ست بچن خزائن ج ۱۰ ص ۱۲۰)

(۲)..... ”اس نے باوا صاحب (عیسیٰ) کے حالات کو اپنے نفس کے حالات پر قیاس کر کے بکواس کرنا شروع کر دیا۔ اور اپنے خبثت کا مادہ کی وجہ سے سخت کلامی اور بدزبانی اور ٹھٹھے اور ہنسی کی طرف مائل ہو گیا۔“

(ست بچن خزائن ج ۱۰ ص ۱۲۱)

(۳)..... ”دیانند نے سراسر اپنی جہالت اور دلی عناد سے باوا صاحب (عیسیٰ)

نسبت بدگوئی کے مکروہ الفاظ استعمال کئے ہیں“ (ست بچن خ ۱۰ ص ۲۵۰)

ناظرین کرام! کو صرف اس قدر عبارت بالا میں ترمیم کی تکلیف دوں گا کہ پنڈت دیانند کے بجائے مرزا صاحب کو اور باوا صاحب کی جگہ میں حضرت عیسیٰ کو رکھ کر عبارت ملاحظہ کریں تاکہ لطف دو بالا ہو جائے جیسا کہ میں نے سطر کھینچ کر اس پر لکھ دیا ہے:

بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

توہین انبیاء کا اقراری بیان

”تم کہتے ہو میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کی ہے۔ یاد رکھو میرا مقصد یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کروں۔ اول تو یہ ہے ہی غلط کہ میں کسی نبی کی ہتک کرتا ہوں۔ ہم سب کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا کرنے میں کسی کی ہتک ہوتی ہے تو بیشک ہو۔ میں نے جو دعوے کئے وہ اپنی عظمت و شان کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ کی شان کی بلندی کے اظہار کے لئے کئے ہیں۔ مجھے خدا کے بعد بس وہی پیارا ہے۔ لیکن اگر تم اسے کفر سمجھتے ہو تو مجھ جیسا کافر تم کو دنیا میں نہیں ملے گا۔ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی اتباع میں میں بھی کہتا ہوں کہ مخالف لاکھ چلائیں کہ فلاں بات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک ہوتی ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی عزت قائم کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور کی ہتک ہوتی ہو تو ہمیں ہرگز اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔ بیشک آپ لوگ ہمیں سنگسار کریں یا قتل کریں آپ کی دھمکیاں اور ظلم ہمیں رسول اللہ ﷺ کی عزت کے دوبارہ قائم کرنے سے نہیں روک سکتے۔“

(تقریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفصل ۲۰ مئی ۱۹۳۲ء)

اہانت حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام

(۱)..... ”افغان یہودیوں کی طرح نسبت اور نکاح میں کچھ فرق نہیں کرتے لڑکیوں کو اپنے منسوبوں کے ساتھ ملاقات اور اختلاط کرنے میں مضائقہ نہیں ہوتا مثلاً صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کیساتھ اختلاط کرنا اور اس کے ساتھ گھر

سے باہر چکر لگانا اس رسم کی بڑی سچی شہادت ہے“
(خلاصہ حاشیہ ایام الصالح خزائن ج ۱ ص ۳۰۰)

(۲) ”میں تو اُسکے (حضرت مسیح علیہ السلام) کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں۔ اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گولوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم تو ریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجوریاں تھیں جو پیش آگئیں“ (کشتی نوح ج ۱ ص ۱۸)

(۳)..... ”کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔“

(ازالۃ الامہ خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

(۴)..... ”یسوع مسیح کے چار بھائی اور ۲ بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔“

(حاشیہ کشتی نوح خزائن ج ۱ ص ۱۸)

(۵) ”دیکھو یہ کس قدر اعتراض ہے کہ مریم کو ہیكل کی نذر کر دیا گیا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو۔ اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا۔ تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے

بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔“

(چشمہ مسیحی خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۵، ۳۵۶)

(۶) ”ایک بڑھیا عورت کا بچہ خدا کا بیٹا بنا گیا“ (نور الحق ج ۸ ص ۶۸)

اہانت حضرت نوح علیہ السلام

”اور خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے

زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔“

(تمتہ حقیقۃ الوحی خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

اہانت حضرت موسیٰ علیہ السلام

”حضرت موسیٰ نے کئی لاکھ بے گناہ بچے مار ڈالے۔“

(نور القرآن حاشیہ خزائن ج ۹ ص ۳۵۳)

تمام انبیاء علیہم السلام کی اہانت

انبیاء گرچہ بودہ اند بے من عرفاں نہ کمتر ز کسے

انچہ دادا دست ہر نبی راجام داداں جام را مرا اہتمام

کم نیم زان ہمہ بروئے یقیں ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(در نشین، ضمیمہ نزول مسیح خزائن ج ۱۸ ص ۷۷)

اہانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مرزا آنجہانی کا دعویٰ نبوت و ادعائے شریعت جدیدہ ہی اس امر کی کافی ضمانت ہے کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سروہم رتبہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید میں جس قدر آیات آنحضرت کے اوصاف حسنہ و پاکیزہ اخلاق و عظمت و جلال کے متعلق ہیں ان میں سے بعض آیات کے متعلق آپ کا یہ خیال ہے کہ صرف میں ہی ان آیات کا مصداق ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں۔

مثلاً آیت ”هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدس میں نازل ہوئی تھی؛ مگر مرزا جی یہ کہتے ہیں کہ اس کا مصداق میں ہوں آپ نہیں ہیں لکھتے ہیں کہ:

”اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی

اس آیت کا مصداق ہے کہ هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق

ليظهره على الدين كله“ (اعجاز احمدی خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

اسی طرح ”بشارت اسمہ احمد“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھی مگر مرزا صاحب کہتے ہیں اس کا مصداق میں ہوں اور کوئی نہیں۔

(۲) ”اور اس آنے والے (مرزا) کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس

کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور

احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ

ہے و مبشر ابر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“

(ازالہ اوہام خزائن ج ۳ ص ۶۳)

مرزا محمود خلیفہ قادیان اس قول کی شرح کرتے ہیں۔

(۳) ”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنے آپ کو احمد لکھا ہے

اور لکھا ہے کہ اصل مصداق اس پیش گوئی (و مبشر ابر رسول یاتی من

بعدی اسمہ احمد) کا میں ہی ہوں۔“ (القول الفصل ص ۲۷)

(۴) ”اور مرزا جی نے اپنے معجزات و نشانات کی تعداد تین لاکھ بتائی

ہے۔ (تمتہ حقیقۃ الوحی خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳) نہیں ”دس لاکھ“ سے زائد

(براہین احمدیہ حصہ پنجم خزائن ج ۲ ص ۷۲) نہیں ساٹھ لاکھ (اعجاز احمدی خزائن

ج ۱۹ ص ۱۰۷) نہیں بلکہ اس قدر جو دنیا کے کسی بادشاہ کی فوج اس کے برابر

نہیں ہو سکتی (اعجاز احمدی ص ۱۰۸) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے

متعلق فرماتے ہیں کہ صرف تین ہزار ہوئے، (تحفہ گولڑویہ خزائن ج ۱ ص ۱۵۳)

اس کا صاف و صحیح مطلب یہ ہوا کہ مرزا جی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مجدد و شرف میں کئی گنا بڑھے ہوئے ہیں۔ (معاذ اللہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بطور تصدیق و نشان صرف چاند گہن ہوا اور مرزا جی کی تصدیق نبوت کے لیے چاند گہن و سورج گہن دونوں واقع ہوئے۔ (مرزا جی لکھتے ہیں)

(۵) له خسف القمر المنير وان لي غسا القران المشرق ان تنكر

(اعجاز احمدی خزائن ج ۱ ص ۱۸۳) ۱

ترجمہ مرزا: اُس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور

سورج دونوں کا اب کیا ٹوا نکار کریگا۔ شاہ عالم

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ:

(۶)..... ”اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوچ

کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھیرایا۔“

(الربعین نمبر ۴ خزائن حاشیہ ج ۱ ص ۴۳۵)

اس کا مطلب ہوا کہ نہ تو اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری و فرماں برداری باعث نجات ہے اور نہ مرزا جی کے مقابلہ میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت، معاذ اللہ!!!

(۷) ”اور ظاہر ہے کہ فتح ممین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گذر

گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدّر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (مرزا) کا وقت ہو“

(خطبہ الہامیہ خزائن ج ۱ ص ۲۸۸) ۱

عربی عبارت ملاحظہ ہو: وَقَدْ مَضَى وَقْتُ فَتْحِ مُمِينٍ فِي زَمَنِ نَبِيِّنا الْمُصْطَفَى وَفِي فَتْحِ آخِرِ

وَهُوَ أَغْظَمُ وَأكْبَرُ وَأَظْهَرُ مِنْ عَلَيَّةِ أُولَى طَوْقِ رَأَى وَقْتِهِ وَقْتُ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ۔ شاہ عالم

(۸)..... ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس کے تمام احکام کی تکمیل ہو گیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں اُس کے ہر ایک پہلو کی اشاعت کی تکمیل ہوئی اور مسیح موعود کے وقت میں اس کے روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل ہوئی۔“ (براہین احمدیہ حاشیہ خزائن ج ۲ ص ۶۶)

(۹)..... ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبہ و منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج و ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ہی ظاہر فرمائی گئی“ (مگر مرزا صاحب پر یہ تمام حقائق منکشف ہو گئے ہیں)۔

(ازالہ اوہام خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

(۱۰) ”غرض اس زمانہ کا نام جس میں ہم ہیں زمان البرکات ہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ زمان التائیدات دفع الافات تھا۔“

(حاشیہ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۹۲)

(۱۱)..... ”ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اُس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کیلئے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت (بزمانہ مرزا) پوری طرح سے تجلّی فرمائی۔ (خطبہ الہامیہ خزائن ج ۱ ص ۲۶۶) ۱

عربی عبارت ملاحظہ ہو: طلعت روحانیت نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی الالف الخامس

باجمال صفاتہا واما کان ذالک الزمان منتہی ترقیائہا بل کانت قد ماو لی لمعارج کمالاتہا ثم

کملت وتجلت تلک الروحانیت فی آخر الالف السادس اعنی فی ہذا الحین۔ شاہ عالم

نور: عبرت کی نگاہوں سے مذکورہ بالا عبارتوں کو دیکھئے کہ مرزا جی کس بیباکی سے جامع الکملات والفضائل سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت اور روحانی تفوق ظاہر کر کے آپ کی توہین و تحقیر کر رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اہانت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

”میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابو بکر کے درجہ پر ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکر تو کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔“ (اشتہار معیار الاختیار، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸)

اہانت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

”پرائی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو اب نئی خلافت کو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔“

(ملفوظات احمدیہ ج ۲ ص ۱۴۲)

اہانت حضرت حسین رضی اللہ عنہ

(۱)..... کربلائے است سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

(نزل المسیح خزائن ج ۸ ص ۴۷۷)

(۲)..... اے قوم شیعہ! سپر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں

سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا) ہے کہ اُس حسین سے بڑھ کر ہے۔

(دافع البلاء خزائن ج ۸ ص ۲۳۳)

(۳)..... ”انہوں نے کہ اس (مرزا) نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں

اچھا سمجھا میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا غنقریب ظاہر کر دے گا۔“

(اعجاز احمدی خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴)

عربی میں شعر: وقالوا علی الحسین فضل نفسه۔ اقول نعم واللہ ربی سیظہر۔ شاہ عالم

(۴) ”وامّا حسین فاذا کروادشت کربلا۔ الی هذه الايام تبکون فانظروا

مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔ اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔ خ ۱۹ ص ۱۸۱

(۵) واللہ لیست فیہ منی زیادة وعندی شهادات من اللہ فانظروا

اور نجد اُسے (امام حسین) مجھ سے کچھ زیادہ نہیں اور میرے پاس خدا کی

گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو۔ (خ ج ۱۹ ص ۱۹۳)

(۶) وانی قتیل الحب لکن حسینکم ☆ قتیل العدی فالفرق اجلی

واظہر

اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا

اور ظاہر ہے۔ (خ ج ۱۹ ص ۱۹۳)

(۷) تم نے اُس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو نو میدی سے مر گیا پس تم کو خدا

نے جو غیور ہے ہر ایک مراد سے نو مید کیا۔ (اعجاز احمدی خ ج ۱۹ ص ۱۹۳)

طلبتم فلاحاً من قتل بحیۃ فحکم رب غیور متبر

بعض صحابہ کرام کی اہانت

(۱)..... ”حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا۔“ ازالہ اوہام

خزائن ج ۳ ص ۴۲۲)

(۲)..... ”بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو جن کی درایت عمدہ نہیں تھی۔“

(اعجاز احمدی خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۶)

(۳)..... بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔“

(براہین احمدیہ پنجم خزائن ج ۲۱ ص ۲۸۵)

(۴)..... ”ابو ہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا“

(اعجاز احمدی خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷)

علمائے کرام و مسلمانوں کو گالیاں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود اس امر کے کہ مرزا جی کے کسی چلتے ہوئے دعویٰ میں نہ مانع ہوئے اور نہ مرزا جی کو کچھ برا بھلا کہا مگر چونکہ آپ ان کے جلیل القدر عہدے مسیحیت کے مدعی بن کر آئے تھے اس لیے آپ نے ان کو اپنا رقیب سمجھا اور پھر تو اس بری طرح سے ان کو گالیاں دی ہیں کہ بھٹیاریوں کو بھی مات کر دیا ہے جیسا کہ آپ گذشتہ صفحات میں بادل خواستہ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

اب ان مسلمانوں و مقدس علمائے اسلام کی باری آتی ہے جنہوں نے مرزا جی کے دعاوی سے نہ صرف انکار ہی کیا بلکہ اس کا پردہ چاک کر کے ان کی فریب کاریوں، حیلہ سازیوں، اور چالاکیوں سے لوگوں کو آگاہ کر دیا اور بتایا کہ مرزا قادیانی کے اعتقادات و تعلیمات خلاف شرع و باطل ہیں۔ پس جب علمائے اسلام کی مساعی کے بدولت مرزا جی کی ”دوکان“ ویران ہوگئی اور سوائے چند گانٹھ کے پوروں اور آنکھ کے اندھوں کے کوئی بھی گاہک نہ رہا اور ایمان فروشی میں بہت کچھ کمی ہوگئی تو مرزا صاحب نے اس سے اپنے ”روٹی کی کمی“ کا زبردست خطرہ محسوس کیا اور فرط غضب سے ”چہرہ متماٹھا“ آنکھیں نیلی ہو گئیں، خون کھولنے لگا اور منہ سے ”تکفیر و لعنت“، ”لعن و طعن“، ”سب و شتم“ کا جھاگ اس زور بہنے لگا کہ سارا کپڑا اتر ہو گیا۔ لیکن پھر بھی بعض عقل کے پورے اس سے برکت ڈھونڈنے کے خواہش مند ہیں۔ اور علمائے کرام اور عام مسلمانوں کو اسی حالت میں ایسی ٹکسالی و فتنہ رانگی گالیاں دی ہیں کہ تہذیب و شرافت بھی اپنا سر پیٹ لیتی ہیں۔ سچ ہے: ”جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہیے بکے کون اس کو روک سکتا ہے۔“

(اعجاز احمدی خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۹)

بہ نگاہ عبرت دیکھئے اور قادیانی پیغمبر کے پیغمبرانہ اخلاق کی داد دیجئے۔

ازالہ اوہام خزائن ج ۳ (تصنیف ۱۸۹۱ء)

۸۸..... ”اے نفسانی مولویو! اور خشک زادو!“ (ازالہ اوہام ج ۳ ص ۱۰۵)

۸۹..... ”اے خشک مولویو! اور پُر بدعت زادو!“ (ص ۱۵۷)
 ۱۴۱..... ”دابۃ الارض سے مراد علماء و واعظین“ (ص ۳۷۳)
 ۱۴۲..... ”سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ (انگریزی) سے کینہ رکھے“ (ص ۳۷۳)
 ۱۴۳..... ”ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا.....“
 اُس نے جوش میں اگر غلطی کھائی“ (ص ۴۲۲)
 ۱۴۴..... ”بعض علمائے محض الحاد اور تحریف کی رُو سے اس جگہ توفیتیسی سے مراد دفععتیسی لیا ہے“ (ص ۴۲۴)

آسمانی فیصلہ خزائن ج ۴ (تصنیف دسمبر ۱۸۹۱ء)

۱۵۵..... اور بٹالوی کو ایک مجنون درندہ کی طرح تکفیر اور لعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کے لئے چھوڑ دیا“ (آسمانی فیصلہ ج ۴ ص ۳۲۴)
 ۱۵۶..... ”ہمارے محبوب مولوی کیسے دانا کہلا کر تعصب کی وجہ سے نادانی میں ڈوب گئے.....“
 ان جلد باز مولویوں.....
 جھوٹ بولنا اور نجاست کھانا ایک برابر ہے.....
 ان لوگوں کو نجاست خوری کا کیوں شوق ہو گیا“۔ (ص ۳۴۱)
 ۱۵۷..... ”کیڑوں کی طرح خود ہی مرجائیں گے.....“
 ان مگس طینت مولویوں کی“ (ص ۳۴۲)

کتاب آئینہ کمالات اسلام خزائن ج ۵ (تصنیف ۱۸۹۳ء)

۶۰..... یہ علماء..... عیسائیوں کے مشرکانہ خیالات کو تسلیم کر کے اور بھی ان کے دعوے کو فروغ دے رہے ہیں“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۴)
 ۶۱..... شیخ بطالوی محمد حسین اور شیخ دہلوی نذیر حسین اس اعتقاد کے مخالف ہیں“

(ص ۹۰)

۶۲..... یہ لوگ (مسلمان) چھپے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں“ (ص ۱۱۱)

۶۳..... اس زمانہ کے بذات مولوی شرارتوں سے باز نہیں آتے۔“
(ص ۲۱۶ کا حاشیہ)

۶۴..... اور شغال کے طرف دم دبا کر بھاگ گیا تو وہ مندرجہ ذیل انعام کا مستحق ہوگا

- (۱) لعنت
- (۲) لعنت
- (۳) لعنت
- (۴) لعنت
- (۵) لعنت
- (۶) لعنت
- (۷) لعنت
- (۸) لعنت
- (۹) لعنت
- (۱۰) لعنت

تلك عشرة كاملة (آئینہ کمالات خ ۵ ص ۲۹۵)

۶۵..... آپ کی ان بیہودہ اور حاسدانہ باتوں سے مجھ کو کیا نقصان.....
”ایک شیطن کی بدبو سے بھرا ہوا ہے.....“

”اے کج طبع شیخ خدا جانے تیری کس حالت میں موت ہوگی“

(ص ۳۰۱)

۶۶..... آپ اپنے سفلہ پن سے باز نہیں آتے خدا جانتے آپ کس خمیر کے ہیں؟
(ص ۳۰۴)

۶۷..... ”اے شیخ نامہ سیاہ۔.....“

”اے بد قسمت انسان“ (ص ۳۰۶)

۶۸..... آپ صرف استخوان فروش ہیں اور علم اور درایت اور تقفہ سے سخت بے بہرہ اور ایک غبی اور بلیڈ آدمی ہیں“ (ص ۳۰۸)

۶۹..... نذیر حسین تو ازل عمر میں بتلا اور بچوں کی طرح ہوش و حواس سے فارغ تھا۔ یہ آپ ہی نے.....

”اُسکے اخیر وقت اور لب بام ہونے کی حالت میں ایسی مکروہ سیاہی اُسکے منہ پر مل دی کہ اب غالباً وہ گور میں ہی اُس سیاہی کو لیجائے گا“
(ص ۳۰۹)

۷۰..... ”اَانتُمْ رَجَالٌ اَمْ مَخْنُشُونَ اِيْهَا الْجَاهِلُونَ“ (ص ۴۰۲)

۷۱..... ”ہر مسلمان میری کتابوں کو محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے لیکن رنڈیوں و زنا کاروں کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی وہ مجھے قبول نہیں کرتے“ (ترجمہ از عربی : ص ۵۴۷-۵۴۸)

۷۲..... مگر آپ پر..... تکبر اور غرور اور خود پسندی کا اعتراض ہے جو اسی معلم المملکوت کا خاصہ ہے جو آپ کا قرین دائمی ہے۔“ (ص ۵۹۸)

۷۳..... ”بٹالوی صاحب کار رئیس المتکبرین ہونا صرف میرا ہی خیال نہیں بلکہ ایک کثیر گروہ مسلمانوں کا اس پر شہادت دے رہا ہے“ (ص ۵۹۹)

۷۴..... ایک زور کے ساتھ دروغ گوئی کی نجاست اُن کے منہ سے بہہ رہی ہے“
(ص ۵۹۹)

۷۵..... ”یہ بیچارہ نیم ملّا گرفتار عجب و پندار بٹالوی.....

یہ حاطب اللیل باوجود اپنے بیجا تکبر اور کذب صریح.....

اور خبث نفس سے علماء و فضلاء کا حقارت سے نام لیتا ہے“ (ص ۶۰۰)

۷۶..... ”اور حضرت بٹالوی صاحب اوّل درجہ کے کاذب اور دجال اور

رئیس المتکبرین ہیں“ (ص ۶۰۱)

۷۷..... ”اے اس زمانے کے ننگ اسلام مولویو.....

” اے کویتہ نظر مولوی ذرہ نظر کر..... (ص ۶۰۸)

۷۸..... ”اب نادان اور اندھے اور دشمن دین مولوی“ (ص ۶۰۹)

۷۹..... ”نذیر حسین خشک معلم کے پاس دہلی جائیں“ (ص ۶۱۱)

شہادت القرآن خزائن ج ۶ (تصنیف ۱۸۹۳ء)

۱۱۸..... ”اس زمانہ کے علماء در حقیقت یہودیوں سے مشابہ ہو گئے“۔

(شہاد القرآن ص ۳۰۵)

۱۱۹..... ”محسن (یعنی انگریزوں) کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار

آدمی کا کام ہے“۔ (ص ۳۸۰)

۱۲۰..... ”شیخ محمد حسین بٹالوی اور اسکی جماعت کے سراسر غلط اور کتاب اللہ

کے مخالف ہیں۔

یہ نادان خون پسند ہیں اور محبت اور خیر خواہی خلق اللہ کی سرمو ان

میں نہیں“۔ (ص ۳۸۱)

۱۲۱..... ”یہ نادان.....

خبیث نفس.....

دروغ گو مخبر“۔ (ص ۳۸۲)

۱۲۲..... ”یہ شیخ بٹالوی.....

منافق اور حق پوش اور دورنگی اختیار کر نیوالا“ (ص ۳۸۳)

کرامات الصادقین خزائن ج ۷ (مارچ ۱۸۹۳ء)

۱۲۸..... ”حضرت بٹالوی صاحب (مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی).....

یہ شخص بالکل جاہل اور علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ ہے اور

مع ذلک کسب جال اور مفتری“۔ (کرامات الصادقین ج ۷ ص ۴۵)

۱۲۹..... ایسے متعصب اور کج دل“ (ص ۴۸)

ان ناقص الفہم مولویوں نے“ (ص ۶۲)

۱۵۰..... ”میاں بٹالوی اور انکے ہم خیال..... (ص ۶۲)

کس قدر کاذب اور دروغ گو اور دین و دیانت سے دُور ہیں.....

اور ایسا ہی وہ تمام مولوی جنکے سر میں تکبر کا کیرا ہے.....

اس شیخ کی خیرگی اور بے حیائی.....

یہ نادان شیخ“ (ص ۶۳)

۱۵۱..... شیخ بٹالوی علم عربیت سے بگلی بے نصیب ہے.....

مگر یہ بے چارہ شیخ..... (ص ۶۴)

اس شیخ چال باز نے“ (ص ۶۵)

۱۵۲..... شیخ صاحب علم ادب اور تفسیر سے سراسر عاری اور کسی نامعلوم وجہ

سے مولوی کے نام سے مشہور ہو گئے ہیں..... (ص ۶۶)

ان متکبر مولویوں“ (ص ۶۷)

۱۵۳..... ذلک الشیخ المضل فانہ اہلک خلقاً کثیراً بغواً لہ

(ص ۶۹)

۱۵۴..... یا غول البراری ،

یا زمر شیخ مزور“ (ص ۱۵۲)

حماتہ البشری ج ۷ (تصنیف ۱۸۹۳ء)

۱۴۰..... تو نے ان سے انسانیت کا لباس اتار لیا اور چار پایوں اور درندوں اور سانپوں کی شکل میں بدل دیا اور سفلی مخلوقات سے ملا دیا۔ حماتہ البشری ص ۷۲، کا حاشیہ۔
(یکمون الناس من الاست لامن الافواہ خ ۳۰۸)

نور الحق خزائن ج ۸ (تصنیف فروری ۱۸۹۴ء)

۸۷..... ”ایہا الجہلاء والسفہاء“ (نور الحق مترجم خ ج ۸ ص ۲۵۳)

۱۲۳..... ”ایک شیخ ہے جو انسان کے پیرایہ سے بے بہرہ

اور برہنہ

اور ایمان و دیانت سے عاری ہے

اور اسکے پیرواسی کے مانند ہیں جو

محض جہل اور حق سے اُسکے پیچھے ہو لئے“ (ص ۴)

۱۲۴..... ”اس ملک کے اکثر مولوی بگڑ گئے یہاں تک کہ

اُن کے حواس بیکار اور معطل ہو گئے

اور اُنکی عقلیں مسلوب ہو گئیں

اور اُن کی دماغی قوتیں گم ہو گئیں

اور اُنکی راؤں پر تاریکی چھا گئی

اور آنکھوں پر پردے پڑ گئے“۔ (ص ۸)

۱۲۵..... ہم امید رکھتے ہیں کہ سرکار انگریزی.....

اس مار سیرت کو مورد نظر عتاب فرمائیں گی جو اس کے خیر خواہوں

کو کاٹتا ہے اور سانپوں کی طرح زبان ہلاتا ہے“ (ص ۳۲)

۱۲۶..... ”جیسا کہ جاہل مخالف سمجھتے ہیں یا جیسا کہ بناوٹ سے جاہل بننے

والے بعض مسلمان خیال کرتے ہیں“ (ص ۶۶)

۱۲۷..... ”یہ شیخ بطالوی جو صاحب اشاعت اور مضل جماعت ہے“ (ص ۷۳)

اتمام الحجۃ ج ۸ (تصنیف جون ۱۸۹۴ء)

۱۹۷..... ”اُنکی (مولوی رسل بابا امرتسری) فطرت میں یہودیونکی صفات کا

خمیر بھی موجود ہے ورنہ یہ کسی نیک بخت آدمی کا کام نہیں“

(اتمام الحجۃ ج ۸ ص ۲۹۱)

۱۹۸..... ”افسوس کہ حضرت عیسیٰ کی زندگی ثابت کرنے کے لئے ان

خیانت پیشہ مولویونکی کہاں تک نوبت پہنچتی ہے“ (ص ۲۹۵)

۱۹۹..... ”یہ تو کسی دانا سے ہرگز نہیں ہوگا کہ ایک نادان غبی (مولوی رسل بابا

صاحب) کی شاگردی اختیار کرے.....

افسوس کہ آجکل کے ہمارے مولویوں میں ایسی ہی بیہودہ مکاریاں

پائی جاتی ہیں“ (ص ۳۰۱)

۲۰۰..... ”اے بھلے مانس مولویو کیا تمہیں ایک دن موت نہیں آئے گی (ص ۲۰۲)

اے شریر مولویو.....

تمہارے نزدیک صرف چند فتنہ انگیز مولوی جو اسلام کیلئے عار ہیں

مسلمان ہیں“ (ص ۳۰۳)

۲۰۱..... اور یہ لوگ درحقیقت مولوی بھی تو نہیں ہیں تبھی تو ہم نے ان لوگوں

کے سرگروہ اور امام الفتن اور اُستاد شیخ محمد حسین بطالوی.....

اور زور سے کہتے ہیں کہ شیخ اور یہ تمام اُس کے ذریعات محض جاہل

اور نادان اور علوم عربیہ سے بے خبر ہیں.....

کیونکہ وہ جھوٹے اور کاذب اور مفتری اور جاہل اور نادان ہیں

(ص ۳۰۳)

۲۰۲..... ”یہ حق کے مخالف نام کے مولوی.....

اُنکے لئے یہی ہوگا کہ خسر الدنيا والآخرة و سواد الوجه فی الدارين“ ص ۳۰۴

۲۰۳..... شیخ محمد حسین بٹالوی یا ایسا ہی کوئی زہرناک مادہ والا فیصلہ کرنے کیلئے مقرر ہو جائے..... (ص ۳۰۵)

مگر ایسے بخیلوں سیہ دلوں کی ظالمانہ بددعائیں کیونکر اُس جناب میں قبول ہوں.....

گورنمنٹ ایسی کم فہم تھوڑی تھی کہ ان چالاک حاسدوں کے دھوکہ میں آجاتی“ (ص ۳۰۶)

انوار الاسلام خزائن ج ۹ (تصنیف دسمبر ۱۸۹۴ء)

۱۶۷..... ”اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے

اور حلال زادہ نہیں۔

پس حلال زادہ بننے کے لیے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور عیسائیوں کو غالب اور فتح یاب قرار دیتا ہے تو میری اس حجت کو واقعی طور پر رفع کرے جو میں نے پیش کی ہے ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔“

(انوار الاسلام ج ۹ ص ۳۱)

۱۷۱..... ”بعض نام کے مسلمان جن کو نیم عیسائی کہنا چاہئے“ (ص ۲۴)

۱۷۲..... ”اگر کوئی مولویوں میں سے کہے کہ ثابت نہیں تو اگر وہ اس بات میں سچا اور حلال زادہ ہے تو عبد اللہ آتھم کو اس حلف پر آمادہ کرے۔“

(ص ۲۵)

۱۷۳..... ”مسلمان کہلا کر بے وجہ عیسائیوں کو غالب قرار دینا اور سرسرم ظلم کے

رو سے ان کا نام فتح یاب رکھنا یہ حلال زادوں کا کام نہیں“ (ص ۲۶)

۱۷۴..... اور بعضوں کے گلے میں ہزار لعنت کی ذلت کا رسہ پڑ گیا“ (ص ۲۵)

۱۷۵..... اے امرتسر کے مسلمانو مگر اسلام کے دشمنو.....

اور اے لدھیانہ کے سخت دل مولویو اور منشیو“ (ص ۲۶)

۱۷۶..... ”اے نادان ہندو زادہ

نام کا نو مسلم سعد اللہ نام عیسائیوں کی فتحیابی ثابت کرنے کے لیے.....

اپنی فطرتی شیطنت سے ہاتھ پیر مار رہا ہے“ (ص ۲۷)

۱۷۷..... ”اس سے بھی عیسائیوں کی صداقت پر ایک دلیل سمجھنا صرف ایک

خباثت ہے اس سے زیادہ نہیں“ (ص ۲۸)

۱۷۸..... ”اے عدو اللہ جھوٹ اور افتراء سے باز آ جا“ (ص ۲۹)

۱۷۹..... پھر بھی اگر کوئی..... ہماری تکذیب کرے.....

تو بے شک وہ ولد الحلال اور نیک ذات نہیں ہوگا“ (ص ۳۱)

۱۸۰..... ”اور یہ بھی یاد رکھو کہ ہمیں ان کے لئے جو عیسائیوں کو غالب قرار

دیتے ہیں اور اس پیشگوئی (آتھم والی) کو جھوٹی سمجھتے ہیں دل کی آہ

سے یہ کہنا پڑا کہ اگر وہ ولد الحرام نہیں ہیں اور حلال زادہ ہیں تو اس

مضمون کو پڑھتے ہی اس فیصلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں (ص ۳۸)

۱۸۱..... ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں میں سے کون بلا توقف اس فیصلہ

کے لئے سعی کرتا ہے

اور کون ولد الحرام بننے پر راضی ہوتا ہے۔“ (ص ۳۹)

۱۸۲..... ”واہ رے شیخ چلی کے بڑے بھائی“ (ص ۴۰)

۱۸۳..... ”آپ کا منہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ کالا ہو چکا ہے“ (ص ۳۹)

۱۸۴..... ”ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ پادری ہی دجال ہیں پھر جن لوگوں نے دجال کی ہاں کے ساتھ ہاں ملا دی یہ وہی یہودی ہیں جن کی نسبت صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ وہ قریب ستر ہزار کے دجال کے ساتھ ہو جائیں گے۔“ (ص ۴۵-۴۶)

۱۸۵..... مگر جواب مولویوں اور ان کے ناقص العقل چیلوں نے ان پادری دجالوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملائے۔“ (ص ۵۰)

ضیاء الحق خزائن ج ۹ (تصنیف مئی ۱۸۹۵ء)

۱۸۸..... (رجوع کالفظ) دونوں احتمالوں (پوشیدہ اسلام لانا یا ظاہر طور پر) پر مشتمل ہے اور ایک شق میں اس کو محصور کرنا ایسی بے ایمانی ہے جس کو بجز ایک خبیث النفس کے اور کوئی شریف الطبع استعمال نہیں کر سکتا۔“ (ضیاء الحق خزائن ج ۹ ص ۲۵۹)

۱۸۹..... ”تم نے چند خود غرض مولویوں کے پیچھے لگ کر ایک دینی معاملہ میں پادریوں کی وہ حمایت کی“ (ص ۲۷۸)

۱۹۰..... ”اب وہ دنیا پرست مولوی جو عیسائیوں کے ساتھ ہاں میں ہاں ملاتے ہیں ہمیں جواب دیں کہ انہوں نے کیوں ہماری عداوت کے لئے اپنا منہ کالا کیا.....“

افسوس کہ ہمارے بعض مولویوں (اسی طرح مرقوم ہے) اور ان کے نالایق چیلوں نے جو نام کے مسلمان تھے اس جگہ اپنی فطرتی بد ذاتی سے بار بار حق کی تکذیب کی اور اسلام کی مخالفت میں یہ سیادل اور شریر مولوی عیسائیوں سے کچھ کم نہ رہے۔“ (ص ۲۸۵)

۱۹۱..... ”شیخ بتالوی یا اس کے دوست ہندو زادہ لودھیانوی کو جو سیہ دلی سے عیسائیوں کے قریب قریب جا پہنچے ہیں“ (ص ۲۸۹)

۱۹۲..... ”ہمارے مخالف مولویوں (اسی طرح مرقوم ہے) کی ایمانداری کو بھی ذرہ تر ازو میں رکھ کر وزن کر لو کہ اک عیسائی کے بدیہی جھوٹ کو سچ کر کے ظاہر کرنا۔ اور پادریوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملانا اور اسلام کا دعویٰ کر کے نصرانیت کا حامی ہونا کیا یہ نیک بختوں کا کام ہے۔ یا ان کا جو آخری زمانہ کے دین فروش ہیں۔“

اے شریر مولویو! اور ان کے چیلو! اور غزنی کے ناپاک سکھو!..... (ص ۲۹۱)

اب بتالوی اور لدھیانوی ہندو زادہ کچھ حیا اور شرم کو کام میں لا کر کہیں کہ ان کی یہ آوازیں جو عیسائیوں کی حمایت میں ہوئیں.....

یہ سب شیطانی آوازیں ہیں یا نہیں“ (ص ۲۹۲)

۱۹۳..... ”اس جگہ اَبُو لَہَب سے مراد شیخ محمد حسین بتالوی ہے“ (ص ۲۹۳)

۱۹۴..... ”یہ اندھے مولوی اور جاہل اخبار نویس تو دیوانے درندوں کی طرح اپنے ہی گھر کے مسمار کرنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔“ (ص ۲۹۶)

۱۹۵..... ”ان کو (عیسائیوں) نیک سمجھنا نہایت پلید طبع انسان کا کام ہے“ (ص ۲۹۸)

۱۹۶..... ”افسوس کہ ہمارے بخیل طبع مولویوں کو یہ خیال نہ آیا“ (ص ۳۰۰)

انجام آتھم، ضمیمہ انجام آتھم، خزائن ج ۱۱ (تصنیف ۱۸۹۶ء)

۷..... ”چنانچہ پلید دل مولوی اور بعض اخبار والے انہیں شیطان میں سے تھے،“ (ص ۲۸۸)

(۸)..... ”وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے مؤید تھے“ (انجام آتھم ص ۵)

۴۰..... ”نادان بتالوی محمد حسین اپنے پرچہ اشاعت السنہ میں ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے“ (ص ۲۰)

- ۴۱..... ”اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔
- ”اے ظالم مولویو! تم پرافسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کا لانعام کو بھی پلایا“ (ص ۲۱)
- ۴۲..... ”اور نالائق مولویوں کو ذلت پر ذلت نصیب ہوئی.....
- ”اور نفاق زدہ یہودی سیرت مولوی سخت ذلیل ہو گئے“ (ص ۲۲)
- ۴۳..... ”اس نالائق نذیر حسین اور اس کے ناسعادتمند شاگرد محمد حسین کا یہ ”سراسر افترا ہے“ (ص ۲۵)
- ۴۴..... ”افسوس کہ کیوں یہ منافق مولوی خدا تعالیٰ کے احکام اور مواعید کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھتے“ (ص ۴۹)
- ۴۵..... ”باطل پرست بطلوی جو محمد حسین کہلاتا ہے شریک غالب اور اعداء الاعداء ہے لیکن اس ہندو زادہ (مولانا سعد اللہ صاحب) کی خباثت فطرتی..... سب سے بڑھ کر ہے“ (ص ۵۹)
- ۴۶..... ”اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو!!“ (ص ۶۴)
- ۴۷..... ”مولویان خشک بہت سے حجابوں میں ہیں“ (ص ۶۹)
- ۴۹..... ”ایہا المکذوبون الغالون“ (ص ۲۲۴)
- ۵۰..... ”سگان قبیلہ برما عمو کو کر دند“ (ص ۲۲۹)
- ۵۱..... ”غوی فی البطالة لا یخاف“ (ص ۲۳۰)
- ۵۲..... ”ومن المعتبر - ضین المذکورین - ضال بطلوی و جار غوی یقال له محمد حسین. وقد سبق الكل فی الكذب والمین..... حتی قيل انه امام المستکبرین. ورئيس

- المعتدین وراس الغاوین“ (ص ۲۴۱)
- ۵۳..... ”اے شیخ احمقاں و دشمن عقل و دانش“ (ص ۲۴۱)
- ۵۴..... ”اعلم ایہا الشیخ الضال. والد جال البطل.....
- فمنہم شیخک الضال الکاذب نذیر المبشرین ثم الدهلوی عبد الحق رئیس المتصلفین.....
- ”ثم سلطان المتکبرین.....
- ”واخرهم الشیطان الا عمی. والغول الا غوی. بقال له رشید الجنججوهی. وهو شقی کا لا مروہی ومن الملعونین“ (ص ۲۵۱ تا ۲۵۲)
- ۵۵..... ”فیا حسرة علیٰ وھن اراء علما ئنا الجھلاء. ان ھم الا کالجماء..... والعلماء السفھاء“ (ص ۲۵۳)
- ۵۶..... ”واما الاخرون الذین سمو انفسھم مولویین. معہ کو ھم من الغاوین الجاہلین.....
- ”انھم من الجاہلین. المعلمین“ (ص ۲۵۴)
- ۵۷..... ”بل ھو کا لا نعام. واحد من العوام. والجاہلین“۔
- (ص ۲۶۵)
- ۵۸..... ”یہودی صفت مولوی اور اُن کے چیلے اُن کے ساتھ ہو گئے“۔
- (ص ۲۸۷)
- ۵۹..... ”بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں“ (ص ۲۹۰)
- ۹..... ”مولوی لوگ جہالت اور حماقت سے اس کا انکار کریں گے“ (ص ۲۹۳)
- ۱۰..... ”اور یہ کہنا کہ اس حدیث (دارقطنی) میں بعض راویوں پر محدثین نے جرح کیا ہے یہ قول سراسر حماقت ہے.....

”ایسے لوگ چار پائے ہیں نہ آدمی“
 ”پس یہ نہایت بے ایمانی اور بددیانتی ہے“ (ص ۲۹۴)
 ”ایسا ہی ان بد بخت مولویوں نے علم تو پڑھا مگر عقل اب تک نزدیک
 نہیں آئی.....“
 ”علماء اور فقراء کے دل تاریک ہو گئے“۔

”مگر ہمارے وہ علماء اور فقراء جو شمس العلماء اور بدر العرفاء کہلاتے
 ہیں، وہ آج تک اپنے کسوف خسوف میں گرفتار ہیں“ (ص ۲۹۵)
 ۱۲..... ”افسوس ہمارے نادان علماء اور مغرور فقراء نہیں سوچتے“ (ص ۲۹۶)
 ۱۳..... ”پس یہ بے ایمانی کیسی ہے جو صریح نشانوں سے انکار کرتے ہیں“
 (ص ۳۰۱)

۱۴..... ”بعض جاہل سجادہ نشین اور مولویت کے شتر مرغ الہام کے
 معارف کو سنتے ہی جلد بول اٹھتے ہیں کہ یہ کچھ حقیقت نہیں
 ”یہ جہلا کی غلطیاں ہیں کہ جو قلت تدبر سے ان کے نفس امارہ پر
 محیط ہو رہی ہیں“۔ (ص ۳۰۲)

۱۵..... ”اور میں اعلان سے کہتا ہوں کہ جس قدر فقراء میں سے اس عاجز کے
 مکفر یا مکذب ہیں وہ تمام اس کامل نعمت مکالمہ الہیہ سے بے نصیب
 ہیں اور محض یا وہ گواور اثر خاہیں.....“

”مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت ہے“۔ (ص ۳۰۳)

۱۶..... ”نا اہل مولویوں کا ظلم انتہا سے گذر گیا.....“
 ”بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیرہ اپنے اندر رکھتے ہیں.....
 ”مگر یہ دل کے مجزوم اور اسلام کے دشمن یہ نہیں سمجھتے.....“

”دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر

ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں.....“
 ”اے مردار خور مولویو اور گندی روحوں تم پر افسوس.....“
 ”اے اندھیرے کے کیڑو“۔ (ص ۳۰۵)
 ۱۷..... ان مولویوں کی کن سے تشبیہ دوں وہ اس بیوقوف اندھے سے
 مشابہت رکھتے ہیں.....“

”مگر اب تک بعض بے ایمان اور اندھے مولوی اور خبیث طبع عیسائی
 اس آفتاب ظہور حق سے منکر ہیں (ص ۳۰۶)
 ”افسوس یہ لوگ مولوی کہلانے کا تو بہت شوق رکھتے ہیں مگر تقویٰ
 ”اور دیانت سے ایسے دور ہیں کہ جیسے مشرق سے مغرب.....“
 ”اور ان کے (پادریوں) ہم سرشت مولوی اور پلید طبع بعض اخبار
 والے گالیاں دیتے تھے“ (ص ۳۰۷)

۱۸..... ”کیوں کہ یہ (مولانا احمد اللہ امرتسری و مولانا ثناء اللہ امرتسری و مولانا
 محمد حسین بٹالوی) جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار
 کھا رہے ہیں.....“

”اور تمام مخالفوں کا منہ کالا ہوا.....“
 ”اور مخالفوں اور مکذوبوں پر وہ لعنت پڑی جو اب دم نہیں مار سکتے“
 (ص ۳۰۹)

۱۹..... ”یہ سب مولوی جاہل ہیں.....“
 ”اور محمد حسین اور دوسرے مخالفین کی جہالت کو ظاہر کیا.....“
 ”اے اندھو اب سوچو!“ (ص ۳۱۰)

۲۰..... ”میں نے یہ علم پا کر تمام مخالفوں کو کیا عبدالحق کا گروہ اور کیا بطالوی کا
 گروہ غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لیے مدعو کیا.....“

”میرے مقابل انہیں سے کوئی نہ آیا اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے مہر لگا دی.....

”اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہئے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا“ (ص ۳۱۱)

۲۱..... ”اس کے (مرزا) مقابل پر صرف عبدالحق مخالفوں کی ذلت ہوئی ہر ایک خاص عام کو یقین ہو گیا کہ لوگ صرف نام کہ مولوی ہیں گویا یہ لوگ مر گئے عبدالحق کے مباہلہ کی نحوست نے اسکے اور رفیقوں کو بھی ڈبویا“ (ص ۳۱۲)

۲۲..... ”مگر اس کی (مولانا عبدالحق صاحب) بد بخت سے وہ دعویٰ بھی باطل نکلا اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہیں ہوا.....

”پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں.....
”میں اس روز بد دعا نہیں کی کیونکہ وہ (مولانا عبدالحق صاحب غزنوی) نا سمجھ اور غمی تھا.....

”عبدالحق غزنوی نے ۳ شعبان ۱۳۱۲ھ کو اس لعنت کی سیاہی کو دھونے کیلئے جو اس کے منہ پر جم گئی ہے ایک اشتہار دیا“ (ص ۳۱۷)

۲۳..... ”مولویت کو بدنام کرنے والوں ذرا سوچو!“ (ص ۳۲۰)

۲۴..... ”عبدالحق اور عبد الجبار غزنویان وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی وہ نجاست کھائی سوان لوگوں نے اسلام کی کچھ پرواہ نہ کی اور کچھ بھی حیا اور شرم اور تقویٰ سے کام نہ لیا اسی لیے تو آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کا نام یہودی رکھا.....

”عبدالحق غزنوی بار بار لکھتا ہے کہ پادریوں کی فتح ہوئی، ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ اے بد ذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو بھی کھا گئی، اگر تو سچا ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہیں، اے خبیث کب تک توجیئے گا“۔ (ص ۳۲۹)

۲۵..... ”مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں، خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیش گوئی بھی پوری نہیں ہوئی اے پلید دجال پیش گوئی پوری ہو گئی؛ لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا“ (ص ۳۳۰)

۲۵..... ”ان احقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لیے اے نادانو!،
”آنکھوں کے اندھو!،

۲۶..... ”یہ لوگ علم عربی اور عالمانہ تدبر سے بالکل بے نصیب اور بے بہرہ ہیں یہودیوں کے لیے خدا نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدھی ہوئی ہوں مگر یہ خالی گدھے ہیں.....
”جو شخص ایسا سمجھتا ہے وہ گدھا ہے نہ انسان“ (ص ۳۳۱)

۲۷..... ”اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف، کسوف کسی اور مدعی کے زمانہ میں پیش کر سکتے ہیں تو پیش کریں.....

”اے اسلام کے عار مولویو! ذرا آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ کس قدر تم نے غلطی کی ہے، جہالت کی زندگی سے تو موت بہتر ہے“ (ص ۳۳۲)

۲۸..... مگر خدا تعالیٰ نے ان مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لیے اس خسوف،

کسوف میں بھی ایک امر خارقِ عادت رکھا ہے“ (ص ۳۳۲)
 ۲۹..... ”پھر ایک اور اعتراض سادہ لوح عبدالحق کا یہ ہے کہ ”محدثین نے دارقطنی کی اس حدیث کے بعض راویوں پر جرح کیا ہے، اس لیے یہ حدیث صحیح نہیں“
 ”لیکن اس احمق کو سمجھنا چاہئے کہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا ہے.....

”پس اس صورت میں جرح سے حدیث کا کچھ نقصان نہیں ہوا بلکہ جنہوں نے جرح کیا ہے ان کی حماقت ظاہر ہوئی.....
 ”اے کسی جنگل کے وحشی خبر معائنہ کے برابر نہیں ہو سکتی“
 (ص ۳۳۳)

۳۰..... ”مگر تم نے (اے عبدالحق غزنوی) حق کو چھپانے کے لیے یہ جھوٹ کا گودہ کھایا.....

پس اے بد ذات خبیث دشمن اللہ رسول کے تو نے یہ یہودیانہ اسی لیے کی کہ تا یہ عظیم الشان معجزہ نبی محمد ﷺ کا دنیا پر مخفی رہے، جابر اور عمرو ابن شمر کا جھوٹ تو ہرگز ثابت نہیں ہوا؛ بلکہ سچ ثابت ہوا مگر تیرا جھوٹ اے ناب کار پکڑا گیا.....

اب جو شخص ان بزرگوں کو (جابر جعفی و عمرو ابن شمر کو) جھوٹا کہے..... وہ بد ذات خود جھوٹا اور بے ایمان ہے“۔ (ص ۳۳۴)

نور: مرزا جی کی یہ بد بزبانی معاذ اللہ حضرت محدثین کو جھوٹا اور بے ایمان ثابت کر رہی ہے۔ کیونکہ دراصل ان حضرات نے جعفر جعفی وغیرہ کی (جو مرزا جی کے بزرگوں میں سے ہیں) تکذیب و تضعیف کی ہے اور عبدالحق غزنوی صاحب تو صرف ناقل ہیں۔
 ۳۱..... ”پھر یہ ایک وسوسہ عبدالحق غزنوی نے پیش کیا ہے..... لیکن یاد رہے

کہ یہ بھی اس نابے کار کی تزویر اور تلبیس ہے“ (ص ۳۳۴)
 ۳۲..... سوچا ہئے تھا کہ ہمارے نادان انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بد گوہری ظاہر نہ کرتے.....
 ”ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی، اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منخوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے“۔ (ص ۳۳۷)

۳۳..... یہ اعتراض کیسی ہے بے ایمانی ہے جو تعصب کی وجہ سے کیا جاتا ہے“
 (ص ۳۳۸)

۳۴..... ”اس جگہ (الہام مرزا میں) فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بتالوی ہے اور ہامان سے مراد نو مسلم سعد اللہ ہے“ (ص ۳۴۰)

۳۵..... اب دیکھو یہ شریر مولوی کب تک اور کہاں تک انکار کریں گے“۔
 (ص ۳۴۱)

۳۶..... ”فمت یا عبد الشیطن الموسوم بعد الحق“.....
 ”کمال افسوس ہے جو میں نے (مرزا) سنا ہے کہ اسلام کے بدنام کرنے والے غزنوی گروہ امرتسر میں رہتے ہیں.....
 ”یہ سیاہ دل فرقہ غزنویوں کا کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے اے بد بخت مفتر یو!.....
 نہ معلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا.....

”اور پھر خدا نے پیش گوئی کے موافق آتھم کو فی النار کر کے پادریوں اور مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا.....
 ”کیا اب تک عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا کیا غزنویوں کی جماعت پر

لعنت نہیں پڑی، بیشک خدا نے ان لوگوں کو ذلت کی رو سیاہی کے اندر غرق کر دیا۔“ (ص ۳۴۲)

۳۷..... ”اور غزنوی افغانوں کی جماعت جو ناپاک خیالات اور تکذیب بلا میں گرفتار ہیں.....

”کہ عبدالحق غزنوی اور عبدالجبار جو اپنی شرارت اور خباثت سے“ (ص ۳۴۳)

۳۸..... ”آسمانی گواہ جس سے ہمارے نابینا علماء بے خبر ہیں“

(ص ۳۴۵)

۴۸..... ”وہر یکے ازیشاں مثل محمد حسین بٹالوی یا شیطان نجدی از دیانت و دین دور بود“ (ص ۱۹۸)

۳۹..... ”امیرے مخالف مولویو!“ (ص ۳۴۷)

الاستفتاء خزائن ج ۱۲ (تصنیف مئی ۱۸۹۷ء)

۱۶۲..... ”ہمارے مخالف مولوی بھی جو روحانیت سے بے بہرہ ہیں۔“

(ضمیمہ استفتاء۔ ج ۱۲ ص ۱۰۸)

۱۶۳..... ”جاہل مولویوں اور عوام کا لانعام کو.....

اور بعض مولوی دنیا کے گتے.....

مولوی یہودی صفت..... ان ظالموں نے.....

حزب الحواس نذیر حسین“ (ص ۱۲۸)

۱۶۴..... ”بعض ظالم مولوی جیسا کہ محمد حسین بٹالوی.....

اس شیخ دشمن حق.....

کو نخوت نے اندھا کر دیا.....

یہ شخص نہایت درجہ کا مفسد اور دشمن حق ہے“ (ص ۱۲۵)

ایام الصلح خزائن ج ۱۳ (تصنیف ۱۸۹۹ء)

۱..... ”اسلام میں بھی یہودی صفت لوگوں نے یہی طریق اختیار کیا۔“

(مفہوم ایام الصلح خزائن ج ۱۳ ص ۳۲۲)

۲..... ”یہ عذر جس کو ہمارے کویتہ اندیش علماء بار بار پیش کیا کرتے ہیں۔“ (ص ۳۱۶)

۳..... ”اے زودرنج اور بد اخلاقی اور بدظنی میں غرق ہونے والو!“

(ص ۳۲۰)

۴..... ”یہ اُن حاسد مولویوں کے وہ افتراء ہیں کہ جب تک کسی دل میں

ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے افتراء نہیں کر سکتا“ (ص ۳۲۲)

۵..... ”اگر کوئی شخص صریح بے ایمانی پر ضد نہ کرے۔“ (ص ۳۲۶)

۶..... ”اے بد قسمت بدگمانو!“ (ص ۳۴۱)

”جاہل مولویوں“ (ص ۳۵۴)

”نادان علماء“ (ص ۳۵۵)

”ذلیل ملاؤں،،

”پلید ملاؤں،

”ناپاک طبع مولویوں،

”پلید طبع مولوی،

”خدا کا اُن مولویوں پر غضب ہوگا،

”مولوی انسانوں سے بدتر اور پلیدتر،“ (ص ۴۱۳)

”پلید جاہلوں“ (تا ۴۱۴)

دافع البلاء خزائن ج ۱۸ (تصنیف اپریل ۱۹۰۲ء)

”نذیر حسین دہلوی جو ظالم طبع اور تکفیر کا بانی ہے۔“

(دافع البلاء خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۸)

الهدی والتبصرة لمن یری خزائن ج ۱۸۔ (تصنیف جون ۱۹۰۲ء)

۱۵۸..... اکڑ باز حاسدوں کی طرح..... (الهدی والتبصرہ ص ۲۵۳)

اے شیخی باز..... (ص ۲۵۵)

اپنی جگہ کھڑا رہ اے سفلیہ دشمن“ (ص ۲۵۸)

۱۵۹..... ”ان شریروں کی..... آگ کے لادوٹوؤں“ (ص ۲۶۰)

۱۶۰..... ”جیسے کہ عادت کمینوں اور نادانوں کی اور سیرت سفلیہ دشمنوں کی

ہوتی ہے“ (ص ۲۶۲)

۱۶۱..... ”ولیسوا الا کالذئاب او النمر“ (ص ۳۲۶)

کتاب نزول المسیح خزائن جلد ۱۸ (تصنیف جولائی ۱۹۰۲ء)

۸۰..... ”اس قدر جھوٹ کی نجاست کھائی ہے کہ کوئی نجاست خور

جانور اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا.....

”ان میں سے جھوٹ بولنے کا سرغنہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر ہے“ (ص ۳۸۶)

’ہمارے ظالم طبع مخالفوں نے..... (ص ۳۸۷)

۸۱..... ”بدقسمت ایڈیٹر نے اس گندے جھوٹ سے خود اپنے تئیں پبلک کے

سامنے اور نیز گورنمنٹ کے سامنے ایک دروغلو اور مفتری ثابت کر دیا“

(ص ۳۹۰)

۸۲..... ”دروغ گو بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا ہے“۔

(ص ۴۴۰)

۸۳..... ”اس سے زیادہ کوئی دیوانہ اور پاگل نہیں ہوتا“۔ (ص ۴۴۲)

۸۴..... ”پیر مہر علی شاہ صاحب محض جھوٹ کے سہارے سے

اپنی کوڑمغزی پر پردہ ڈال رہے ہیں اور

وہ نہ صرف دروغ گو ہیں بلکہ سخت دروغ گوئیت..... (ص ۴۴۴)

۸۵..... ”اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے

منہ میں رکھ دی“ (ص ۴۴۸)

۸۶..... ”مرگیا بد بخت اپنے وار سے کٹ گیا سر اپنی ہی تلوار سے

کھل گئی ساری حقیقت سیف کی کم کرواب ناز اس مردار سے

(ص ۶۹۲)

اعجاز احمدی (ضمیمہ نزول المسیح) خزائن ج ۱۹ (تصنیف نومبر ۱۹۰۲ء)

۱۲۸..... ”بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو جن کی درایت عمدہ نہیں تھی“

(اعجاز احمدی ص ۱۲۶)

۱۲۹..... ”افسوس کہ سادہ لوح حجرہ نشین مولویوں کی نظر.....

”یہ لوگ حیوانات کی طرح ہو گئے“ (ص ۱۳۱)

۱۳۰..... ”افسوس یہ لوگ خیانت پیشہ ہیں ہم تو اب یہود کا نام لینے سے بھی

شرمندہ ہیں کیونکہ اسلام میں ہی ایسے یہودی موجود ہیں“ (ص ۱۳۶)

نور: مرزا صاحب نے اس کتاب خزائن ج ۱۹ کے ص ۱۴۹ میں مولانا ثناء اللہ صاحب

پردس لعنت برسا کر اپنے پیغمبرانہ اخلاق کا ثبوت پیش کیا ہے۔

۱ لعنت

۲ لعنت

۳ لعنت

۴ لعنت

۵ لعنت

۶ لعنت

۷ لعنت

۸ لعنت

۹ لعنت

۱۰ لعنت

و تلک عشرۃ کاملہ (ص ۱۴۹)

۱۳۱..... ”پھر بہت کوشش کے بعد ایک بھیڑے کولائے اور مراد ہماری اس

سے ثناء اللہ ہے“ (ص ۱۵۱)

۱۳۲..... ایک غول (مولانا ثناء اللہ) کے وعظ سے وہ پلنگ کی طرح ہو گئے

ثناء اللہ جو ہواؤ ہوس کا بیٹا تھا..... (ص ۱۵۴)

” حالانکہ ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے ذرہ مس نہیں

پس تعجب ہے اس مجھ پر کہ کر گس بنا چاہتا ہے“ (ص ۱۵۵)

۱۳۳..... ” فریبی کیا تجھے جھوٹ کا دودھ پلایا گیا ہے

اے ثناء اللہ تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے“ (ص ۱۶۲، ۱۶۴)

۱۳۴..... ”کیا تو حق سے محمد حسین کو عالم سمجھتا ہے اور اس کے ہاتھ میں

مٹی سیاہ اور گندہ پانی ہے.....

اے اغواء کرنے والے محمد حسین“۔ (ص ۱۶۹)

۱۳۵..... ”مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے

وہ خمیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن

میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت۔

تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی“۔ (ص ۱۸۸)

۱۳۶..... اس فرومایہ نے، یا شیخ الضلالة.....

اے دیو تو نے بدبختی کی وجہ سے جھوٹ بولا“ (ص ۱۸۹)

۱۳۷..... ”میں تجھے اور غدار زمانہ ثناء اللہ کو دکھلاؤں گا“ (ص ۱۹۰)

۱۳۸..... ”اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل“ (ص ۱۹۳)

۱۳۹..... ”اے عورتوں کے عار ثناء اللہ“ (ص ۱۹۶)

مواہب الرحمن خزائن ج ۱۹ (۱۹۰۳ء)

۱۱۴..... چوں ایں دجال (مولانا ثناء اللہ) بہ قادیان آمد“۔

(مواہب الرحمن ص ۳۲۹)

۱۱۵..... نمید انم سبب او مگر جہل تو وغبادت تو و کمینگی تو اے نادان“ (ص ۳۵۱)

۱۱۶..... اے غبی.....

” ہچو گرگ قبل فہمیدن کلام جست کردی“ (ص ۳۵۲)

۱۱۷..... ”اے مسکین.....

”نیستی مگر ہچو جنین.....

”ایہا الغوی“ (ص ۳۵۹)

تذکرۃ الشہادتین خزائن ج ۲۰ (تصنیف ۱۹۰۳ء)

۱۴۷..... کہ بادعویٰ من آنقدر دلائل موجود است کہ بغیر از مردک بے حیا

و بے شرم حدرازاں گریز نیست“ (تذکرۃ الشہادتین ص ۴۰)

۱۴۸..... ترجمہ از مرزا: میرے دعوے کے ساتھ اس قدر دلائل ہیں کہ کوئی

انسان نرا بیجا نہ ہو تو اس کے لئے اس سے چارہ نہیں ہے۔ (اردو)

تذکرۃ الشہادتین ج ۲۰ ص ۴۰) شاہ عالم

چشمہ مسیحی خزائن ج ۲۰ (تصنیف مارچ ۱۹۰۶ء)

۱۴۵..... ”نادان مولویوں نے“ (چشمہ مسیحی خزائن ج ۲۰ ص ۳۳۶)

۱۴۶..... ”اے نادانو! اور آنکھوں کے اندھو!“ (ص ۳۸۹)

کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم خزائن ج ۲۱ (تصنیف ۱۹۰۵ء)

۱۰۰..... اے اندھے صاحب۔ (براہین احمدیہ پنجم خ ج ۲۱ ص ۱۶۶)

اے متعبد نادان۔

اے ظالم مقترض“ (ص ۱۸۲)

۱۰۱..... ”اس دلیری اور شوقی اور منہ زوری“ (ص ۲۶۷)

”مولوی صاحب (مولانا محمد حسین بٹالوی) آج آپ نے تحریف

کرنے میں یہودیوں کے بھی کان کاٹے“ (ص ۲۷۲)

۱۰۲..... ”اے مفتری نابکار!۔

اے سخت دل ظالم!

تجھے مولوی کہلا کر شرم نہ آئی“۔ (ص ۲۷۵)

۱۰۳..... ”مولوی کہلا کر یہ افتراء اور یہ تحریف اور یہ خیانت اور یہ جھوٹ اور

یہ دلیری اور یہ شوقی“ (ص ۲۷۸)

۱۰۴..... ”بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا“ (ص ۲۸۵)

۱۰۵..... ”بعض خشک ملاؤں کو۔ (ص ۳۱۰)

”ایسے لوگ سراسر دنیا کے کیڑے ہو گئے۔

”یہ نادان نہیں جانتے“ (ص ۳۱۱)

۱۰۶..... ”اے بد بخت اور بد قسمت قوم!۔

اے سست ایمانو!

اور دلوں کے اندھو!۔ (ص ۳۱۲)

اے نادان قوم!۔“ (ص ۳۱۳)

۱۰۷..... ”اے لاف و گزاف کے بیٹے! تو کیسا غبی ہے“ (ص ۳۱۷)

۱۰۸..... ”میں (مرزا) شیر ہوں اور گدھوں کی آواز سے نہیں ڈرتا (ص ۳۲۰)

”جاہلوں کا منہ بگڑ گیا مارے غصہ کے جب ان کو حضرت عیسیٰ کے

مرنے کی خبر دی گئی“۔ (ص ۳۲۱)

۱۰۹..... ”اے دیوانے اس بیہودہ کوشش کو جانے دے۔ (ص ۳۲۴)

”پس تجھ سے زیادہ بد بخت اور کون ہوگا“ (ص ۳۲۵)

۱۱۰..... ”کیا تو صبح کو لو کی طرح اندھا ہو جاتا ہے.....

”اور تو کیا چیز ہے صرف ایک کیڑا اے دروغ آراستہ کرنے والے“

(ص ۳۳۲)

(۱۱۱) نہایت کینہ ور اور گندہ زبان شخص سعد اللہ نام لودھیانہ کا رہنے والا“۔ چشمہ معرفت

ج ۲/ ص ۳۲۱

(۱۱۲) مولوی کہلا کر یہ بے حیائی کی حرکات“۔ تحفہ گوڑویہ شیعہ ص ۱۰۷

(۱۱۳) آنحضرت ﷺ کے چھپانے کیلئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجو

یز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجا

ست کی جگہ تھی“۔ (مدینہ طیبہ کے یہ سب صفات ہیں معاذ اللہ

(حوالہ مذکور ص ۱۱۲)

کتاب حقیقۃ الوحی و تتمہ حقیقۃ الوحی، خزائن ج ۲۲ (تصنیف ۱۹۰۷ء)

۹۰..... ”کیسی بد ذاتی اور بد معاشی اور بے ایمانی ہے“ (حقیقۃ الوحی ص ۲۲۲)

۹۱..... ”اس الہام میں خدا تعالیٰ نے دو مولویوں کو جو تکفیر کے بانی تھے

فرعون اور ہامان قرار دیا“ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۳۶۷)

۹۲..... ”اس جگہ قاموس وغیرہ کا اتر کے معنی کے بارے میں حوالہ دینا

صرف بیہودہ گوئی اور حماقت ہے“ (ص ۴۳۷)

۹۳..... ”لیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ

ایک شیطان ملعون ہے،

سفیبوں کا نطفہ

بدگو ہے اور خبیث
اور مفسد جھوٹ کو ملمع کرنے والا
منحوس ہے

جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے.....

تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے،

اے حرامی لڑکے، (ص ۴۴۶، ۴۴۵)

۹۴..... ایسا شخص بڑا خبیث اور پلید اور بد ذات ہوگا“ (ص ۵۴۳)

۹۵..... اسی پر (الہی بخش پر) اس کی لعنت کی پڑی مار.....

عجب نادان ہے وہ مغرور و گمراہ“ (ص ۵۵۱)

۹۶..... بعض شریر کذاب کہتے ہیں“ (ص ۶۵۶)

۹۷..... دشمنوں کے منہ پر ٹھانچے مارے ہیں

مگر عجیب بیجا منہ ہیں کہ اس قدر ٹھانچ کھا کر پھر سامنے آتے ہیں“

(ص ۵۸۷)

۹۸..... ”اس بد قسمت مولوی.....“ (ص ۵۹۸)

۹۹..... ”قاضی ظفر الدین جو نہایت درجہ اپنی طینت میں خمیر انکار اور تعصب

اور خود بینی رکھا تھا“ (ص ۶۰۴)

مجموعہ اشتہارات ج ۱

۱۶۹..... ”واضح ہو کہ بعض مخالف ناخدا ترس جن کے دلوں کو زنگ، بخل، تعصب نے
سیاہ کر رکھا ہے ہمارے اشتہار کو یہودیوں کی طرح محرف و مبدل کر کے اور کچھ سے کچھ معنی
بنا کر کے سادہ لوح لوگوں کو سناتے ہیں اور نیز اپنی طرف سے اشتہار شائع کرتے ہیں
..... لیکن ساتھ ہی ہم افسوس بھی کرتے ہیں کہ ان بے عزتوں اور دیوٹوں کو باعث سخت
درجہ کے کینہ اور بخل اور تعصب کے اب کسی کی لعنت ملا مت کا بھی کچھ خوف اور اندیشہ نہیں

اور جو شرم اور حیا اور خدا ترسی لازمہ انسانیت ہے وہ سب نیک خصلتیں ایسی ان کی سرشت
سے اٹھ گئی ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ نے ان میں وہ پیدا ہی نہیں کیں“۔ تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۲۵

مجموعہ اشتہارات ج ۲

(۱۶۵) اے احمق دل کے اندھے دجال تو تو ہی ہے، دجال تیرا ہی نام

ثابت ہوا..... آخر اے مردار دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا اے عدو اللہ تو مجھ

سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے لڑ رہا ہے“۔ اشتہار انعامی تین ہزار ج ۲ ص ۷۸

(۱۶۶) اے بے ایمانوں، نیم عیسائیوں، دجال کے ہمراہیو، اسلام کے دشمنو..... تو

عیسائیوں کی فتح کیا ہوئی کیا تمہاری ایسی تھیں ہے“۔ اشتہار انعامی تین

ہزار حاشیہ ج ۲ ص ۲۹

(۱۶۸) اے ہماری قوم کے اندھو، نیم عیسائیو، کیا تم نے نہیں سمجھا کہ کس کی فتح ہوئی“۔

اشتہار انعامی چار ہزار ج ۲ ص ۱۰۵

(۱۷۰) ہزار لعنت کا رسہ ہمیشہ کے لیے ان پادریوں کے گلے میں پڑ گیا

“۔ اشتہار انعامی ۳ ہزار ج ۲ ص ۷۷

(۱۸۶) پس اس کھلی کھلی اور فاش شکست سے (آہٹم کے متعلق) امکار کرنا

نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی بے ایمانی اور ہٹ دھرمی ہے“ اشتہار

انعامی تین ہزار ج ۲ ص ۷۶

(۱۸۷) اور نہ یوں ہی اسلامی بحث پر (آہٹم والی پیشگوئی) مخالفانہ حملہ کرنا

اور زبان سے مسلمان کہلانا کسی ولد الحلال کا کام نہیں مگر میاں سعد اللہ صاحب

نے..... اپنے پر دانستہ وہ لقب لے لیا جسکو کوئی نیک طینت لے نہیں سکتا

..... اے احمق تیری کیوں عقل ماری گئی، اشتہار مذکور ج ۲ ص ۸۰

عیسائیوں کو گالیاں

ازالہ اوہام ج ۳ (تصنیف ۱۸۹۱ء)

۲۳۹..... ”پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجال پیدا نہیں ہوا“
(ازالہ اوہام خزائن ج ۳ ص ۳۶۲)

آئینہ کمالات اسلام خزائن ۵ (تصنیف ۱۸۹۳ء)

۲۲۱..... ”مالا لائق متعصب عیسائی“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۳)

نور الحق ج ۸ (تصنیف ۱۸۹۴ء)

۲۲۶..... ”اس زمانہ کے پادری دجال کذاب ہیں“ (نور الحق ج ۸ ص ۸۲)

۲۲۷..... ”نصاری کے علماء درحقیقت دجال اور مفسد ہیں“ (۸۳ ص ۸۳)

۲۲۸..... اور اندراؤنگا گدھے کے پیٹ کی طرح تقویٰ سے خالی.....

میں ایک خسیس ابن خسیس جاہل کو دیکھتا ہوں..... (۸۷ ص ۸۷)

اے بخیل بد خلق اور حریص.....

تو اس طرح زبان ہلاتا ہے جیسے سانپ

اور کمینوں اور سفلوں کی طرح بکواس کرتا ہے“ (۸۸ ص ۸۸)

۲۲۹..... ”الواشی الضال الذی ینوم بنعاس الضلال.....“

ترجمہ از مرزا: اور یہ گمراہ نکتہ چین جو خواب ضلالت میں سوتا ہے۔ (۹۶ ص ۹۶) شاہ عالم

یہ شخص احمق اور نادان اور سفیہ اور جلد باز ہے۔“ (۹۶ ص ۹۶)

۲۳۰..... ”اُن میں سے ایک خبیث مفسد بدگود شام دہ ہے“ (۱۲۰ ص ۱۲۰)

۲۳۱..... اے گمراہی اور حرص کے جنگل کے شیطان.....

اے درو غلو جنگجو“ (۱۲۰ ص ۱۲۰)

۲۳۲..... ”حرص کیوجہ سے مکار اور فریبی ہیں“ (۱۲۲ ص ۱۲۲)

۲۳۳..... ”ان کے دل ایسے سیاہ ہیں جیسے کوئے کے پر“ (مخلص ص ۱۲۷)

۲۳۴..... ”فتنہ انگیز معترض.....“

شرابیوں کی طرح بکواس کر رہا ہے“ (۱۳۲ ص ۱۳۲)

۲۳۵..... ”ایہا الجھول والغبی المذول۔“ (۱۳۴ ص ۱۳۴)

”بخیل خیانت پیشہ“ (۱۳۷ ص ۱۳۷)

۲۳۶..... ”اے غبی اور سفلہ نادان۔“ (۱۴۹ ص ۱۴۹)

”تُو چار پاؤں کی طرح چُپ ہو گیا“ (۱۵۱ ص ۱۵۱)

۲۳۷..... ”اسی کتاب کے ص ۱۱۸ تا ۱۲۲۔ میں ایک ہزار لعنتیں شمار کر کے

لکھی ہیں اور اپنی تہذیب کا ثبوت پیش کیا ہے۔

۲۳۸..... ”ہریک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی

نسل میں سے نہیں ہیں“ (۱۶۳ ص ۱۶۳)

انوار الاسلام ج ۹ (تصنیف ۱۸۹۴ء)

۲۴۲..... ”اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو پھر ثابت ہوگا کہ وہ جھوٹ اور افتراء

سے اپنے تئیں مولوی نام رکھتے ہیں

اور درحقیقت جاہل اور نادان ہیں

اور نیز اس صورت میں وہ ہزار لعنت بھی ان پر پڑے گی“

(انوار الاسلام خزائن ج ۹ ص ۹)

۲۴۳..... ”دیا ہی وہ تمام ذلت اور رسوائی ان نادان پادریوں کے حصہ میں

آئی اور آئندہ کسی آگے منہ دکھانے کے قابل نہ رہے“ (۹ ص ۹)

۲۴۴..... ”اور خدا تعالیٰ نے اس کو اس غم میں ایک سودائی کی طرح پایا.....

ورنہ ایسے شخص کا نام بجز نادان متعصب کے اور کیا رکھ سکتے ہیں“ (۱۰ ص ۱۰)

۲۴۵..... ”میں ایسے لوگوں کو مطلع کرتا ہوں کہ یہ توفیق ہے اور کامل فتح اور

اس سے کوئی انکار نہیں کرے گا۔ مگر خبیث القلب“ (۲۳ ص ۲۳)

۲۴۶..... ”اے نادانوا اور اندھو۔“ (۲۳)

۲۴۷..... ”کیا پادری عماد الدین کے گلے میں ہزار لعنت کا رسہ نہیں پڑا.....

بیشک وہ نہایت ذلیل ہو اور اس کا کچھ باقی نہ رہا اور اس کی علمی

آبرو نجاست کے بودار گڑھے میں جا پڑی اگر وہ باغیر آدمی ہوتا

تو اس ذلت کی وجہ سے کچھ کھاپی کر مارتا“ (ص ۳۲)

ضیاء الحق ج ۹ (تصنیف مئی ۱۸۹۵ء)

۲۴۸..... ”نادان پادریوں کی تمام یادہ گوئی آتھم کی گردن پر ہے“

(ضیاء الحق ص ۹ ص ۲۶۹)

۲۴۹..... اس مگاد دنیا پرست نے یہ جھوٹ محض اس لئے باندھا ہے۔“

(ضیاء الحق ج ۹ ص ۲۹۶)

۲۵۰..... ”ناحق ایک بد ذات عیسائی نے اس بیچارے کے اہل و عیال اور

دوستوں کو مصیبت میں ڈالا۔“ (ضیاء الحق ج ۹ ص ۳۰۰)

آریہ دھرم خزائن ج ۱۰ (تصنیف ۱۸۹۵ء)

۲۴۱..... ”ہاں بعض بد ذات پادری جو اپنی فطرتی تعصب کے ساتھ

جہالت کو بھی جمع رکھتے تھے۔“ (آریہ دھرم ج ۱۰ ص ۴۶)

ضمیمہ انجام آتھم خزائن ج ۱۱ (۱۸۹۶ء)

۲۰۴..... ”یہ مردہ پرست لوگ کیسے جاہل اور خبیث طینت ہیں“

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۹۲)

۲۰۵..... ”اس مردار اور خبیث فرقہ جو مردہ پرست ہے“ (ص ۲۹۳)

۲۰۶..... ”چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے“ (ص ۲۹۲)

۲۰۷..... ”اور خبیث طبع عیسائی اس آفتاب ظہور حق (پیشگوئی آتھم) سے منکر

ہیں.....

”اور ناپاک فرقہ نصرانیوں کا طوائف کی طرح کوچوں اور بازاروں

میں ناچتے پھرتے تھے“ (ص ۳۰۶ تا ۳۰۷)

۲۰۸..... ایک پلید ذریت شیطان فتح مسیح.....

”پس اسی طرح اگر اندھے پادریوں نے یا ایک چشم مولویوں نے آتھم

کے مقدمہ کی حقیقت اچھی طرح نہ سمجھا اور بد زبانی کی تو اس غلط فہمی

کی واقعی ذلت انہیں کو پہنچی اور اس خطا کی سیاہی انہیں کے منہ پر لگی

اور سچائی کے چھوڑنے کی لعنت انہیں پر برسی.....

”پس آتم کی نسبت جس قدر پلیدوں اور نابکاروں نے خوشیاں کیں۔

اب وہی خوشیاں ندامت اور حسرت کا رنگ پکڑ گئیں.....

”اے اندھو! میں کب تک تمہیں بار بار بتلاؤنگا“ (ص ۳۰۸)

۲۰۹..... ”اس پیشگوئی (آتھم والی) کی تکذیب میں پادریوں نے جھوٹ کی

نجاست کھائی“ (ص ۳۲۹)

۲۱۰..... ”اے نادانوا! تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟.....

ذرا آؤ! ہاں! لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ۔ اور اُس سڑے گلے مردہ کا

میرے خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو“ (ص ۳۳۶)

۲۱۱..... ”نادان پادریوں کی تمام یادہ گوئی آتھم کی گردن پر ہے“ (ص ۲)

۲۱۲..... ”اس عیسائی قوم میں سخت بد ذات اور شریر پیدا ہوتے ہیں اور

بھیڑیوں کے لباس میں اپنے تئیں ظاہر کرتے ہیں اور اصل میں

شریر بھیڑیے ہوتے ہیں“ (ص ۹)

۲۱۳..... نالائق آتھم.....

”خدا کی لعنت کا مارا بہت سا جھوٹ بولکر بھی آخر موت سے بچ نہ سکا،

(ص ۱۴)

۲۱۴..... قوم کے خنّاسوں کا اثر ان پر (آہتم پر) پڑا اور دل سخت ہو گیا،

(ص ۱۷)

۲۱۵..... ”عیسائی لوگ جھوٹ بولنے میں سخت بیباک اور بے شرم ہیں“

(ص ۱۸)

۲۱۶..... ”لیکن وہ (آہتم) ان بد بخت جھوٹوں کی طرح چپ رہا“ (ص ۲۸)

۲۱۷..... ”بعض پلید فطرت پادریوں نے“ (ص ۳۶)

۲۱۸..... ”پادریوں کے سوا اور کوئی دجال اکبر نہیں ہے۔“ (ص ۴۷)

۲۱۹..... ”دجال فریبہ آہتم بد اطوار درہاویہ ہلاک کنندہ افتاد۔“ (ص ۲۰۴)

۲۲۰..... ”آں دجال کمینہ رایا دکن کہ ہیزم آتش آہتم مفسد است“ (ص ۲۰۶)

چشمہ مسیحی خزانہ ۲۰ (تصنیف مارچ ۱۹۰۶ء)

۲۲۰..... ”ان رسیوں کے سانپوں کا نام و نشان نہیں رہے گا۔“

(چشمہ مسیحی ص ۲۰ ج ۳۳۹)

حقیقۃ الوحی خزانہ ج ۲۲ (تصنیف ۱۹۰۷ء)

۲۲۲..... ”وہ دجال جس سے ڈرایا گیا ہے وہ آخری زمانہ کے گمراہ پادری ہیں“

(حقیقۃ الوحی ج ۲۲ ص ۳۲۳ کا حاشیہ)

۲۲۳..... ”یہ دجالی فتنہ جس سے مراد آخری زمانہ کے ضلالت پیشہ

پادریوں کے منصوبے ہیں“ (حقیقۃ الوحی ج ۲۲ ص ۳۲۴ کا حاشیہ)

۲۲۴..... ”یہ دونوں صفات یا جوج ماجوج اور دجال ہونے کے

چشمہ معرفت خزانہ ج ۲۳ (۱۹۰۸ء)

یورپین قوموں میں موجود ہیں“ (چشمہ معرفت ج ۲۳ ص ۸۶)

۲۲۵..... ”اندھے پادریوں اور نادان فلسفیوں اور جاہل آریوں نے“

(چشمہ معرفت ج ۲۳ ص ۳۲۷ حاشیہ)

آریوں کو گالیاں

آریہ دھرم خزانہ ج ۱۰ (تصنیف ۱۸۹۵ء)

۲۵۷..... ”چوروں اور خیانت پیشہ لوگوں“ (آریہ دھرم ج ۱۰ ص ۱۲)

۲۵۸..... ”ایسے سفلہ پن کے گندے الفاظ منہ پر لا کر پھر ہمارے اشتہار

پر رد کیا لکھا۔“ (آریہ دھرم ص ۲۵)

۲۵۹..... ”مہاراج شریر انفس بولے، (ص ۳۱)

شریر پنڈت۔“ (آریہ دھرم ص ۳۴)

۲۶۰..... ”یہ کمینہ طبع لوگ نکتہ چینی کے لئے تو حریص تھے ہی اس پر

چند شریر اور نادان عیسائیوں کی کتابیں اُن کو مل گئیں اور

شیطانی جوش نے یہ تلقین دی کہ یہ سب سچ ہے لہذا

اس روسیاء ہی اور ندامت کا انہوں نے بھی حصہ لیا

جواب نادان پادریوں کے منہ پر نمایاں ہے“ (آریہ دھرم ص ۴۷)

۲۶۱..... ”ورنہ بے ایمان اور خیانت پیشہ ہے“ (آریہ دھرم ص ۶۲)

۲۶۲..... ”اے نادان آریو کسی کوئیں میں پڑ کر ڈوب مرو“ (آریہ دھرم ص ۶۴)

۲۶۳..... ”لیکھرام کی طبیعت میں افترا اور جھوٹ کا مادہ بہت تھا“

(استفتاء ص ۱۲ ص ۱۱۵)

ست بچن خزانہ ج ۱۰ (تصنیف ۱۸۹۵ء)

۲۶۴..... ”یہ نالایق ہندو وہی شخص ہے۔ جس نے اپنے پنڈت ہونے کی

شینی مار کر باوا صاحب کو نادان اور کنوار کے لفظ سے یاد کیا ہے.....
یہ کیسی ناپاکی طینت ہے کہ پاک دل لوگوں کو جھٹ زبان پھاڑ کر برا
کہہ دیا جائے..... لہذا کوئی نیک طینت انسان اس کو اچھا نہیں کہتا“

(ست پجن ج ۱۰ ص ۱۱۸)

۲۶۵..... ”وہ نعوذ باللہ دیا نند کی طرح جہالت اور بخل کی تاریکی میں مبتلا

نہ تھے۔“ (ست پجن ص ۱۱۹)

۲۶۶..... ”در حقیقت یہ شخص (دیانند) سخت دل سیاہ اور نیک لوگوں کا دشمن تھا

اس ناسحق شناس اور ظالم پنڈت نے۔“ (ست پجن ص ۱۲۰)

۲۶۷..... ”اسی نادان پنڈت کی اشتعال دہی کی وجہ سے یہ حق رکھتا ہے

یہ خشک دماغ پنڈت بکلی بے نصیب اور بے بہرہ تھا.....

وہ نہایت ہی موٹی سمجھ کا آدمی اور با استہمہ اول درجہ کا متکبر بھی تھا۔“

(ص ۱۲۱)

۲۶۸..... ”مگر دیانند نے نہ چاہا کہ اس پلید چولے بخل اور تعصب کو اپنے

بدن پر سے دفع کرے۔ اس لیے پاک چولا اُس کو نہ ملا اور سچے

گیان اور سچی ودیا سے بے نصیب گیا.....

یہ موقع ایسے پنڈت کو کہاں مل سکتا تھا جو ناسحق کے تعصب اور فطرتی

غباوت میں غرق تھا.....

اور اس سے باوا صاحب کی جہالت ثابت کرنا نہایت سفلہ پن کا

خیال ہے.....

کہ اس زور درنج پنڈت نے ایک ادنیٰ لفظی تغیر پر اس قدر احمقانہ

جوش دکھلایا“ (ست پجن ص ۱۲۲)

۲۶۹..... ”وہ خود ایسے موٹے خیالات اور غلطیوں میں گرفتار تھا کہ دیہات

کے کنوار بھی اس سے بہ مشکل سبقت لے جاسکتے تھے“ (ص ۱۲۵)

۲۷۰..... ”شریر انسانوں کا طریق ہے کہ بھوکرنے وقت پہلے ایک تعریف کا

لفظ لے آتے ہیں گویا وہ منصف مزاج ہیں“ (حاشیہ ست پجن ص ۱۲۵)

۲۷۱..... ”لیکن دیانند ایسے زمانے میں بھی نابینا رہا جبکہ انگلستان اور جرمن

وغیرہ میں ویدوں کے ترجمے ہو چکے تھے۔“ (ست پجن ص ۱۳۱)

۲۷۲..... ”نالائق آریو!“ (ست پجن ج ۱۰ ص ۱۶۱)

ضمیمہ نزول المسیح ج ۱۸ (۱۹۰۲ء)

۲۵۱..... ”کیا قادیان کے احمق اور جاہل اور کمینہ طبع بعض آریہ۔“

(نزول المسیح خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۷)

۲۵۲..... ”ان لوگوں (آریوں) کے نزدیک جھوٹ بولنا شیر مادر ہے

شیاطین ہیں نہ انسان“ (نزول المسیح ج ۱۸ ص ۳۸۹)

حقیقۃ الوحی ج ۲۲ (تصنیف ۱۹۰۷ء)

۲۵۳..... ”الا اے دشمن نادان و بے راہ“ (حقیقۃ الوحی ص ۳۰۱)

۲۵۴..... ”پس اے قادیان کے آریو.....“

اے بخوف اور سخت دل قوم..... (تمہ حقیقۃ الوحی ج ۲۲ ص ۵۹۴)

وہ اوّل درجہ کا خبیث فطرت اور ناپاک طبع ہوتا ہے۔“

(تمہ حقیقۃ الوحی ص ۵۹۵)

چشمہ معرفت ج ۲۳ (۱۹۰۸ء)

۲۵۵..... ”سفلہ طبع لیکھرام، (چشمہ معرفت ج ۲۳ ص ۱۰)

افسوس کہ یہ بے باکی اور بدگوئی کا تخم بد قسمت دیانند اس ملک میں لایا.....

لیکھرام پشاور کی جو محض نادان اور ابلہ تھا“ (چشمہ معرفت ص ۱۱)

۲۵۶..... ”اس قسم کی شوخ چٹشی اور بدزبانی اور بیباکی خاص آریوں کے حصّہ میں ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۱۳)

نور: مرزا صاحب کے ”دہان مبارک“ کی نکلی ہوئی ”گندگیوں و گالیوں“ کو بلحاظ حروف تہجی نہ صرف ضیافت طبع کے لیے بلکہ عبرت آموزی کے لیے پیش کرتا ہوں۔ تاکہ ناظرین عبرت کی نگاہوں سے ملاحظہ کریں کہ یہ ”گل افشائیاں“ و ”اخلاقی پھل جھڑیاں“ اس شخص کے منہ سے برآمد ہوئی ہے جو بقول خود رسول بھی تھا، و اخلاقی دیوتا بھی، اور کہنے کے لیے ”رحمة للعالمین“ بھی تھا اور افضل الانبیاء بھی۔ اور نام کے لیے سب کچھ بھی تھا حقیقت میں کچھ بھی نہیں۔ اور ذرا غور سے دیکھیں کہ اس نومولود نبی کے ”دہن“ سے شیریں کلامی کا تار نکل رہا ہے یا غلاظت کا جھاگ۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ مرزا صاحب تہذیب و اخلاق کا پیکر بھی ہیں اور صبر و تحمل کے مجسمہ بھی۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

اور جس قدر نمبر عبارت مرزا کے شروع میں لکھیں گئے ہیں، وہی نمبر ہر ایک گالی پر لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ ناظرین کو تلاش حوالہ میں سہولت ہو جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں گالی مرزا صاحب کی فلاں کتاب میں موجود ہے۔ مثلاً اگر آپ کو یہ معلوم کرنا ہے کہ ردیف الف کی یہ گالی ”اے مردار خور مولویو“ جس پر نمبر ۱۶ لکھا ہوا ہے، مرزا صاحب کی کس کتاب میں ہے تو جس عبارت مرزا کے شروع میں ۱۶ لکھا ہوا ہے اس کو نکال کر کتاب کا نام و صفحہ معلوم کر لیجئے۔

الف: اے زور رنج، ان حاسد مولویوں، اے بد قسمت بدگمانوں، اے مردار خور مولویو، اندھیرے کے کیڑو، اندھے مولوی، اے اندھو، اے بد ذات، اے خبیث، اے پلید دجال، ان احمقوں، اے نادانوں، آنکھوں کے اندھو، اسلام کے عار مولویو، احمق، اے ناب کار، او میرے مخالف مولویو، اے بد ذات فرقہ مولویان، اعداء الاعداء، امام المتکبرین، اعلیٰ، اغوی،

انعام، استخوان فروش، اے بد بخت قوم، اے سست ایمانو، الو، ایہا الغوی، ایمان و دیانت سے عاری، اس فرد مایہ، اے دیو، ان شریروں، آگ کے لادوٹوؤں، اے دروغ گو، ایہا الجھول، ابلہ، اے مردار، اے احمق، اسلام کے دشمنو، ابولہب، اے شریر مولویو، اسلام کے عار، امار الفتن، اول درجہ کا متکبر، انسانوں سے بدتر اور پلیدتر، اسلام کے دشمن، اسلام کے بدنام کرنے والے، اے بد بخت مفتریوں، اے ظالم مولویو، ایہا المکذ بون الغالون، اے شیخ احمقان، ایہا الشیخ الضال، اے بد قسمت انسان، اول درجہ کے کاذب، اے زمانہ کے ننگ اسلام مولویو، اے کوتاہ نظر مولوی، اے نفسانی مولویو، اے خشک مولویو، اے اندھے، اے دیوانہ، اے دروغ آریستہ کرنے والے، اے غبی، مسکین، انسانیت کے پیرایہ سے بے بہرہ اور برہنہ، اغوا کرنے والے محمد حسین، اکڑ باز، اے بے ایمانو، اندھے پادریوں۔

ب، پ: پلید ملاؤں، پلید طبع مولوی، بد اخلاقی اور بد ظنی میں غرق ہونے والو، بد قسمت بدگمانو، بدتر، پلید تر، پلید جاہلو، پلید دل مولوی، بے ایمانی، بد دینائی، بد بخت مولویو، بے وقوف اندھے، بے ایمان، بد ذات، پلید دجال، بے نصیب، بد گوہر، بیوقوفوں، بندروں، باطل پرست بطلوی، بطل، بد ذات مولوی، بیہودہ، بد قسمت انسان، پلید آدمی، بے چارہ، بد قسمت ایڈیٹر، بے حیا، پاگل، پر بدعت زاہد، بد معاش، بد گو، بد کار آدمی، برہنہ، بھیڑیے، پلنگ، بچھو، بے شرم، بالکل جاہل، بالکل بے بہرہ، پلیدوں، بے باک، پلید فطرت، بد اطوار، بخیل، بد خلق، بے ایمانوں، بے غیرتوں، بخیل طبع مولویوں، بد بخت، بڑا خبیث، بخیلوں، بد بخت جھوٹوں، بے راہ، بے خوف۔

ت: تفقہ سے سخت بے بہرہ، تجھ ساز یادہ بد بخت کون، تو صبح کو الو کی طرح اندھا ہو جاتا ہے، تو ملعون، تجھ پرویل، تکبر کا کیڑا، تمہاری ایسی کی تہیسی ہے، تکفیر کا بانی، تقویٰ و دیانت سے دور، تزویر و تلبیس سے دور۔

ث: ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے ذرہ مس نہیں، ثناء اللہ تجھے جھوٹ کا دودھ پلایا گیا ہے۔

ج، ج: جاہل مولویوں، چار پائے ہیں نہ آدمی، جاہل سجادہ نشین، جہلاء، جھوٹے، جنگل کے وحشی، جھوٹا، جاہل، جارغوی، جاہلین، جانور، جاہل مخالف، جنگلوں کے غول، چار پایوں،

چال باز، جلد باز مولویوں، جھوٹوں، جنگ جوں، چوروں جاہل اخبار نویس، چالاک حاسدوں، جھوٹ کا گوہ کھایا، جاہلوں، جھوٹ بولنے کا سرغنہ۔

ح: حاسد مولویوں، حرامی، حرام زادہ، حرامی لڑکے، حق پوش، حیوانات، حاسدوں، حریص، حرص کے جنگل کے شیطان، حرص کی وجہ سے مکار، حلال زادہ نہیں، حاطب اللیل، حق کے مخالف،

خ: خبیث طبع مولوی، خنزیر سے زیادہ پلید، خبیث طبع، خالی گدھے، خشک زاہدو، خشک ملاؤں، خبیث نفس، خون پسند، خیانت پیشہ، خبیث طینت، خبیث فرقہ، خناسوں، خسیس ابن خسیس، خراب عورتوں کی نسل، خبیث النفس، خور غرض مولویوں، خبیث القلب، خشک دماغ، خدا کا ان مولویوں پر غضب ہوگا، خسر الدنیا والاخرہ، خبیث فطرت، خشک معلم۔

دال، ذال: ذلیل ملاؤں، دل کے مجزوم، دشمن دجال، دشمن اللہ و رسول، ذلت کے سیاہ داغ، دیانت و دین سے دور، دشمن عقل دانش، دجال، دشمن دین مولوی، دروغ گو، دیوانہ، دنیا کے کیڑے، دلوں کے اندھو، دروغ گو خنجر، دورگی اختیار کرنے والا، دیو، درندوں، دابہ الارض، ذوناب، دنیا کے کتے، دشمنِ حق، ذریت شیطان، دجال اکبر، دشنام دہ، دل کے اندھے، دجال کے ہم راہیو، دیوٹوں، دنیا پرست مولوی، دین فروش، دیوانہ درندوں، ذلت کی روسیاهی کے اندر غرق درندہ طبع، دجال فربہ، دروغ آراستہ کرنے والے، دل کے اندھے، دجال کمینہ۔

راء، زاع: ژاء ژخا، زیادہ پلید، رئیس الدجالین، رئیس المعتدین، رأس الغاوین، رئیس المتصلفین، رنڈیوں کے اولاد، رئیس المتکبرین، زور و رنج، زمانہ کے ظالم مولویوں، زمانہ کے بد ذات مولویو، رسول اللہ کے دشمن، زمانہ کے ننگ اسلام مولویو، زیادہ بد بخت، روحانیت سے بے بہرہ۔

سین، شین، شیطان، شتر مرغ، شیطاں الانس، سوروں سیاہ داغ، شریر مولوی، سیاہ دل، شیخ نجدی، سگان قبیلہ، شیخ احمقان شیخ الضال، شیطان المتکبرین، شیطان شقی، سفہاء، شغال شیطنت کی بدبو، سفہاء پن شیخ نامہ سیاہ، سفہاءوں کا نطفہ، شریر، سخت دل ظالم، سادہ لوح،

سایپوں، سفلی مخلوقات، سخت جاہل، سخت نادان، سخت نالائق، شیخ مظل، شیخ مذور، شیخی باز، سفہاء دشمنوں، شریروں، سفہاء دشمنوں، شریر بھیڑیے، سفہاء شرایبوں، سخت دل مولویوں، شیخ چلی کے بڑے بھائی، شریر مولویوں، چال باز، سواد الوجہ فی دارین، سڑے گلے مردہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تعریف کی جا رہی ہے (معاذ اللہ) سخت بد ذات سخت بیباک، سودائی، شیطاں، سخت دل قوم، شریر النفس، شریر پنڈت۔

ص، ض: ضال بٹالوی، ضال، ضلالت پیشہ صریح بے ایمانی۔
ط، ظ: ظالم طبع، ظالم مولوی، ظالم مولویو، ظالم معترض، ظالموں، طوائف، ظالم طبع مخالفوں۔

ع، غ: علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ، عبد الشیطان، غالون، غوی فی البطالہ، غاوین، غول، عجماء، غبی، عجب نادان، عجیب بے حیا، غدار زمانہ، عورتوں کے عار، غول البراری، عدو اللہ، غزنی کے ناپاک سیکھو، عبد الحق کا منہ کالا، غزنویوں کی جماعت پر لعنت، عوام، علم اور درایت اور تفقہ سے سخت بے بہرہ۔

ف، ق: فقیری اور مولویت کی شتر مرغ، فرعون، فمت یا عبد الشیطان، فاسق آدمی، فریبی آدمی، فرومایہ قوم کے خناسوں، فتنہ انگیز مولوی۔

ک، گ: کوتاہ اندیش علماء، گندے اخبار نویس، گندی روحو، کیڑو، کتے، گدھے، کاذب، کج طبع، گرفتار عجب و پندار، کوتاہ نظر مولوی، کوڑ مغز، گمراہ، کذاب، گدھوں، کیڑا، کینہ ور، گندہ زبان، گرگ، کمینگی، کم سمجھ، کرگس، گندہ پانی کج دل، کمینوں، کمینہ، گمراہی کے جنگل کے شیطان، کمینہ طبع، کتوں، کالا نعام، کاذب، گمراہ۔

ل، م: مغرور فقراء، مردار خور مولویو، مولوی جاہل، مولویت کے بدنام کرنے والے، منحوس چہروں، مفتریوں، منافق مولوی، مولویان خشک، متکبرین، معتدین، ملعونین، منخنثوں، معلم المملکوت، مفتری، مردار، لٹیوں، ملعون، مفسد، متعصب، نادان، مفتری ناب کار، لاف و گزاف کے بیٹے، متعصب، مسکین، مار سیرت، مضل جماعت، ٹھٹھڑ، مٹی سیاہ، مروک، متعصب، متکبر مولویوں، مضل، مزور، مغز طینت مولویوں، لا دوٹوؤں، حبط الحواس، مردہ

پرست، مردار، مکار، معذول، نیم ناقص العقل، ناحق شناس، موٹی سمجھ، مولوی انسانوں سے بدتر اور پلیدتر، مخالفوں کا منہ کالا، مولویوں کا منہ کالا، مولوی سخت ذلیل، مکذبوں، منحوس، مغرور، معمولی انسان، مجنوں دریں، محبوب مولوی۔

ن: نادان علماء، ناپاک طبع مولویوں نادان علماء، نااہل مولویو، ناسمجھ، نابار، نادان، نابینا علماء، نادان بطلوی، نالائق مولویوں، نفاق زدہ مولوی، نالائق نذیر حسین، نیم ملا، ننگ اسلام، مولویوں، نجاست خور، نفسانی مولویو، نالائق، نادان مولویوں، نادانوں، ناقص الفہم، نابکارو، نیم عیسائیوں، ناخدا ترس، نادان ہندو زادہ، نہایت پلید طبع، ناسعدت مند شاگرد، محمد حسین نابینا، نذیر حسین خٹک معلم، نادان صحابی، نادان قوم، ناقص العقل چیلوں، نالائق چیلوں، نادان غبی، ناپاک فرقہ، نادان پادریوں، نالائق متعصب۔

و، ہ: وہ گندے اخبار نویس، وہ گدھا نہیں نہ انسان، وحشی، وہ بد ذات، ہامان، ہندو زادہ، ہواؤ و ہوس کا بیٹا، واشی، والغی المعذول، والد الحرام، ہزار لعنت کا رسہ، والد الحلال نہیں، واہ رے شیخ چلی کے بڑے بھائی، ہٹ دھرم، وحشی فرقہ، والد جال البطل، ہماری قوم کے اندھو، ہم چوگرگ، ہم چوچنیں۔

ی، ے: یہودی صفت مولوی، یادہ گوہ، یہودی سیرت مولوی، یہ شیخ منافق، یہ نادان خون پسند، یہ لوگ حیوانات، یہودی، یا شیخ الضلالہ، یک چشم مولویوں، یا جوج یہ اندھے مولوی، یہ جہلاء، یہودیت کا خمیر، یہ دل کے مجذوم، یہ سب مولوی جاہل، یہ شریر مولوی، یہ سیاہ دل، یہ جاہل، یہ منافق مولوی، یا غول البراری۔

ناظرین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کیسی کھری کھری، نئی نئی، کوری کوری، تراشیدہ، کوفتہ، بیختہ، دورنگی، سہ رنگی، چورنگی، پنچ رنگی ہفت رنگی، گالیوں، فحش کلامیوں، سے مسلمانوں اور ان مقدس علماء کرام کی تواضع کی گئی ہے جن کا مرتبہ ”انبیاء بنی اسرائیل“ کے برابر ہے اور امت و ملت کے اساطین و اکابر ہیں۔

اور لطف یہ کہ یہ یا وہ گونیاں و اثر خائیاں اس شخص کے منہ سے برآمد ہوئی ہے جو بقول

خود رسول بھی تھے اور نبی بھی اور مسیح زمانہ بھی تھے وکلم خدا بھی، مجتبیٰ بھی تھے مصطفیٰ بھی، مصدر لطف کرم بھی تھے اور مخزن تہذیب و اخلاق بھی، غرض یہ کہ آپ سب کچھ بھی تھے، اور کچھ بھی نہیں۔ اور قادیان کے خانہ ساز پیغمبر کے ان اخلاقی نمونوں، اصلاحی نتیجوں، مسیحائی چٹکوں، سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قادیان کے پیغمبر صاحب کس ظرف کے مالک تھے اور کس شرافت کے حامل اور کیسی زرفشاں آپ کی نبوت تھی اور کیسی دُر انداز مسیحیت۔ اور کس درجہ کے آپ مجدد تھے، اور کس انداز کے مہدی۔ کیوں کہ خود ہی فرماتے ہیں کہ:

”جس طرح گندے کونین کے پانی کے ایک قطرہ سے اس کی تمام کثافت ثابت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اُن کے گندے خیالات اپنے بُرے نمونے سے

پہچانے جاتے ہیں“ (ازالہ اوہام خزائن ج ۳ ص ۳۲۹)

اور لطف بالائے لطف یہ کہ مزاجی کا یہ دعویٰ ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ منجانب اللہ ہوتا ہے اور میری ہر بات وحی الہی سے رنگین ہوتی ہے، جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔

(۱)..... ”میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔“

(خلاصہ براہین احمدیہ ص ۴۵ ج ۵ کا حاشیہ)

(۲)..... ”یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں (مرزا)

خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیوں کہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“ (نزول المسیح خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۴)

(۳)..... جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں

بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی فطرت سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے۔“

(ازالہ اوہام خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

(۴)..... ”اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رُوح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام فؤلی میں کام کرتی رہتی ہے..... اور انوار دائمی اور استقامت دائمی اور محبت دائمی اور عصمت دائمی اور برکات دائمی کا بھی سبب ہوتا ہے کہ رُوح القدس ہمیشہ اور ہر وقت اُن کے ساتھ ہوتا ہے،“ (دافع الوسواس، خزائن ج ۵ ص ۹۳ تا ۹۴)

ان حوالجات سے معلوم ہوا کہ قادیانی رسول نے اپنی ان فحش کلامیوں، گالیوں، بد گوئیوں کو معاذ اللہ وحی الہی میں رنگ کر اور رُوح القدس کی امداد و استعانت سے اس میں انوار و برکات بھر کر علمائے کرام و مسلمانان عالم کے سامنے پیش کیا۔ لیکن امت مسلمہ نے ان ناپاک چیزوں کی کچھ قدر و منزلت نہ کی بجز اس کے کہ ان گالیوں کے حق ایجاد کا ثواب مرزاجی کی رُوح کو بخش دیتی ہے۔ البتہ امت مرزاسیہ سے یہ امید ہے کہ وہ اپنے پیغمبر اعظم کی ان پیغمبرانہ گالیوں و پاک مطہر گندیوں اور معاذ اللہ وحی الہی والہام خدائی سے دھلی ہوئی غلاظتوں کو اپنے لیے حرز جاں بنائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ ان گالیوں و یا وہ گوئیوں کو دیکھ کر ”مرزاجی“ کی خانہ ساز انگیزی نبوت دیسی مسیحیت بازاری مجددیت پروہی لوگ ایمان لے آئیں گے جو عقل و خرد سے محروم اور دانش و حکمت سے بے نصیب، رشد و ہدایت سے تہی دست ہیں، لیکن شقاوتوں اور بد بختیوں سے مالا مال اور بد اخلاقیوں اور بد گوئیوں سے لبریز ہیں؛ لیکن ایک حد تک مرزاجی بھی اس قسم کی اخلاقی گناہوں کے ارتکاب پر اس وجہ مجبور تھے کہ:

”ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اُس کے اندر ہے۔“

(پشمہ معرفت خزائن ج ۲۳ ص ۹)

البتہ غلہ دیت اپنے غلہ دی نبی کی انگلشی نبوت و مصنوعی عصمت کو برقرار رکھنے کے لیے یہ کہتی ہے کہ مرزاجی نے جس قدر گالیاں دی ہیں اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمائی ہیں، یہ حقیقت میں اسلامی علماء کی گالیوں و گستاخیوں کے جواب میں ہے، لہذا

”عوض معاوضہ را گلہ ندارد“ کا صحیح نقشہ پیش کیا گیا۔ اگر اس کو بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے، تو کسی طرح سے بھی مرزاجی کے ان اخلاقی باقیات الصالحات کی تلافی نہیں ہو سکتی، کیوں کہ آپ کہتے ہیں کہ:

(۱)..... ”بدی کا جواب بدی کے ساتھ مت دو۔ نہ قول سے نہ فعل سے۔“

(نسیم دعوت خزان ج ۱۹ ص ۳۶۵)

(۲)..... گالیاں سُن کے دُعا دیتا ہوں ان لوگوں کو

رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے (دافع الوسواس ۲۲۵)

(۳)..... ”خبردار رہو نفسانیت تم پر غالب نہ آوے۔ ہر ایک سختی کی برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو“ (نسیم دعوت ج ۱۹ ص ۳۶۲)

(۴)..... ”کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو“ (کشتی نوح خزائن ج ۱۹ ص ۱۱)

اس لیے مرزا قادیانی کا ان اقوال و دعاوی کی موجودگی میں کسی طرح سے علماء اسلام کے سخت الفاظ کے جواب میں سخت و سوقیانہ الفاظ کہنا جائز نہیں تھا کیوں کہ فرماتے ہیں۔

(۱)..... غلط بیانی اور بہتان طرازی راستبازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر

اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے“ (آریہ دھرم خزائن ج ۱۰ ص ۱۳)

(۲)..... گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے“ (ست بجن ج ۱۰ ص ۱۳۳)

(۳)..... گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔“

(ضمیمہ اربعین نمبر ۴ ج ۱ ص ۴۷)

(۴)..... ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا (اس کی) چھوٹی لڑکی بولی آپ نے

کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اس نے جواب دیا بیٹی انسان سے ”کت پن“

نہیں ہوتا اسی طرح جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ

اعراض کرے نہیں تو وہی کت پن کی مثال لازم آئے گی۔

(تقریر مرزا جلسہ درقادیان ۱۸۹۷ء ملفوظات ج ۱ ص ۱۰۳)

اس کے علاوہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اگرچہ عیسائیوں نے اپنی نادانی و جہالت سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں نہایت مکروہ و سخت الفاظ استعمال کئے ہیں، مگر میں نے اپنی فطری حیا و اخلاق سے ہر ایک تلخ زبانی و بدگوئی سے اعراض کیا اور عیسائیوں کے خلاف کوئی سخت لفظ نہیں کہا؛ سنئے فرماتے ہیں کہ:

”عیسائیوں کی کتاب امہات المؤمنین نے دلوں میں سخت اشتعال پیدا کیا ہے..... اور دل دکھانے والی گالیاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں ہمارا حق تھا کہ ہم مدافعت کے طور پر سختی کا سختی سے جواب دیتے لیکن ہم نے محض اس حیاء کے تقاضا سے جو مومن کی صفت لازمی ہے ہر ایک تلخ زبانی سے اعراض کیا۔“ (ایام الصلح خزائن ج ۱۴ ص ۲۲۸)

جب مرزا صاحب محض اپنی فطری حیاء و غیرت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والوں کو مدافعتانہ طور پر بھی سخت الفاظ نہیں کہے تو پھر عام مسلمانوں و علماء اسلام کے حق میں حیاء جیسی صفت لازمی سے عریاں ہو کر کیوں کہ سخت و دلخراش الفاظ استعمال کیے؟ اس لیے کہ:

”بے حیا کا منہ نہیں بند کیا جاسکتا ہے“ (ملخصاً انجام آتھم حاشیہ ج ۱۱ ص ۲۹)

مرزا صاحب کے ان ”پیغمبرانہ اخلاق، مجدانہ شرافت“ کے نتیجوں و نمونوں کو جو ”کتاب ہذا کے اوراق میں پھیلے ہوئے ہیں“ دیکھ کر مرزا جی کے متعلق نہ میں خود کوئی رائے قائم کرتا ہوں اور نہ ناظرین کتاب کو اس امر کی تکلیف دوں گا؛ بلکہ اس معاملہ میں بھی خود مرزا صاحب ہی کی شہادت پیش کرتا ہوں فرماتے ہیں کہ:

(۱)..... تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بد زبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں

ہوتا خدا کی غیرت اُس کے اُن پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے۔ پس اپنی زبان کی چھری سے کوئی اور بدتر چھری نہیں۔“

(چشمہ معرفت ص خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۶)

(۲)..... جو شخص حقیقت کو نہیں سوچتا اور نفس سرکش کا بندہ ہو کر بد زبانی کرتا ہے اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے۔ وہ ناپاک ہے۔ اس کو کبھی خدا کی طرف راہ نہیں ملتی۔ اور نہ کبھی حکمت اور حق کی بات اُسکے مُنہ پر جاری ہوتی ہے“ (نسیم دعوت خزائن ج ۱۹ ص ۳۶۵)

(۳)..... یاد رکھو کہ ہر ایک جو نفسانی جوشوں کا تابع ہے۔ ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اس کا فساد کے کیڑوں کا ایک انڈا ہوتا ہے۔ بجز اس کے اور کچھ نہیں۔“

(چشمہ معرفت ص ۲۳ ج ۳ ص ۳۶۵)

معلوم ہوا کہ مرزا صاحب بقول خود ان اخلاقی گناہوں کی وجہ سے اس لائق بھی نہ تھے کہ مہذب و شریف انسانوں کے صف میں کھڑے ہو سکیں؛ چہ جائے کہ وہ نبوت کے جلیل القدر عہدہ پر مامور ہوں اور وہ خود اپنی زبان کی برتر چھری سے اس قدر مجروح و زخمی ہو چکے تھے کہ ”خود کردہ راعلا بے نیست“ کے علاوہ مرہم و پٹی کے باوجود بھی اندمال زخم کو کوئی توقع نہیں تھی۔

گل و لعلیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

افسوس کہ گالیاں دینے والا، وائیں پھیلانے والا، بد دعائیں کرنے والا، مسیح آیا۔ اور گندگیوں و غلاظتوں سے بھرا ہوا لٹریچر اپنے لیے ”باقیات السینات“ بنا کر اور اپنی زبان کا ہر ابھرا زخم لئے ہوئے پیوند زمین ہو گیا۔ مرزا جی نے سچ فرمایا کہ:

بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے جس دل میں ہے نجاست بیت الخلاء وہی ہے۔

(درشبین ۲۸)

مرزا صاحب کے ان اخلاق حسنہ کے ہوتے ہوئے بھی ان کے نمک خوار اس طرح نمک ادا کرتے ہیں:

”انک لعلی خلق عظیم“ راقم مضمون ہذا (سردار مصباح الدین قادریانی) کے

ذوق کے مطابق حضرت اقدس (مرزا صاحب) کے عظیم الشان معجزات میں سے ایک معجزہ حضور کے اخلاق کا بھی ہے جس بلند پایہ اخلاق کا آپ سے ظہور ہو اس کی مثال سوائے آپ کے متبوع و مقتدی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے دنیا کے کسی انسان کی زندگی میں نہیں ملتی۔

ذکر حبیب از مصباح الدین قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر ۲۱ مئی ۱۹۳۲ء۔

مسٹر اکبر مسیح مشہور عیسائی مصنف اپنی کتاب ”ضربت عیسوی“ کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

(۱)..... ”جن لوگوں کو ضرورتاً مرزاجی کی تصانیف پڑھنے کا ناگوار اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ مناظرہ میں فحش بیانی سخت کلامی بدزبانی بلکہ گالی کو سنے کا مرزاجی نے سرکار سے ٹھیکہ لے لیا ہے آپ اس فن کے جگت استاذ مانے جاتے ہیں۔ ہر مذہب کے بزرگوں کو ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں آپ کے دست و زبان سے کسی مؤمن کو امان نہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ آپ ہی کی انشاء پرداز سی سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا۔“

مولوی چراغ دین جموی جو مرزا صاحب کے دام فریب میں پھنس کر نکل آئے تھے لکھتے ہیں:

(۲)..... ”ہندوستان میں جو شخص دینی مباحثہ میں اپنی بدزبانی اور دریدہ دہنی بلکہ فحش کلامی کے لیے شہرہ آفاق ہوا جس کی نسبت اہل الرائے کی یہ مستقل رائے ہے کہ دینی مناظرہ میں گندگی اور خباثت کے چلن کو اس نے رواج دیا جو اس فن کا استاذ اور موجد ہے وہ مرزا کا دیانی ہے۔“

(رسالہ تجلی ۱۹۲۷ء از کفریات مرزا ص ۲۹)

یہ مخالف اور موافق کی رائیں ہیں لیکن ”اخلاق مرزا“ کا نمونہ آپ کے سامنے ہے

جس سے آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ کیا ایسے ہی تھے جیسا کہ ان کو ان کے نمک خوار مرید کہتے ہیں؟۔

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مرزائیوں کے لیے مشعل راہ ہدایت بنائیں تاکہ وہ ایک بدگوید زبان کا دامن چھوڑ کر حضرت خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نور فغن سایہ رحمت میں آجائیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان ”گندم نما جو فروشنوں کے، مکرو فریب، دجل و کید“ سے تمام مسلمانان عالم کو محفوظ رکھے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین فقط

خادم الاسلام

نور محمد

مبلغ و مناظر مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۳ ۲۵ فروری ۱۹۳۵ء